سلسلہ نمبر ۴

افاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ نمبر ۴

افاداتِ فاروقی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

بعد الحمد والصلوٰۃ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور محض ان کے فضل و احسان اور مرشدی شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم کی توجہ و برکت سے مکتبۃ النور کراچی "افاداتِ فاروقی نمبر۴" پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ حضرت والا کے مواعظ عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ عوام الناس کی بنیادی ضرورتوں اور مسائل کے لئے نہایت نافع و مددگار ہوتے ہیں اس سلسلے میں احباب کے خطوط آتے رہتے ہیں جو ان مواعظ کی افادیت بیان کرتے ہیں چونکہ حضرت والا اندرون ملک و بیرون ملک صرف اصلاحِ نفس و اشاعت دین ہی کے کام میں مصروف ہیں اس لئے ہر قسم کے معاشرتی مسائل و ضروریاتِ دین سے مکمل آگاہی کے پیش نظر اپنے مواعظ میں ایسے سہل ترین طریق ترکِ معاصی و تعلق مع اللہ کے بیان فرماتے ہیں اور حق تعالیٰ تک پہنچنے کے اور دین متین پر اخلاص سے عمل کرنے کے گُر ارشاد فرماتے ہیں کہ بندے کے لئے سوائے ہمت و استقلال کے کوئی مشکل نہیں رہتی۔

افاداتِ فاروقی سلسلہ نمبر۴ میں جو مضامین دیئے گئے ہیں ماشاء اللہ اس وقت کے بنیادی و چیدہ چیدہ مسئلوں پر مکمل رہنمائی فرمائیں گے' بالخصوص خوشگوار ازدواجی زندگی' اعضاء کی پاکیزگی اور اصلاح خواتین کے مضامین ایک رہنماء کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حق تعالیٰ جل شانہ ہمیں اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں اور حضرت اقدس کو طویل عمر عزیز کے ساتھ بہترین صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائیں اور حضرت اقدس کا فیض پورے عالم میں پہنچائیں' مکتبۃ النور کے جملہ معاونین کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے شفیق الامت

احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ؕ

توفیق الٰہی اپنے حضرت کی برکت سے آج کی نشست میں عطر کے بارے میں بات پیش کی جا رہی ہے۔

خوشبو لگانا انبیاء کی پسندیدہ عادت ہے

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
چار چیزیں انبیاء کی عادات میں سے ہیں ختنہ کرنا' مسواک کرنا' نکاح کرنا اور عطر لگانا۔ انبیاء کی عادتیں ذات باری تعالیٰ کو پسند ہیں۔ دین و دنیا دونوں کے اعتبار سے نفع بخش عادتیں ہیں اور انبیاء کے طریقے کو اختیار کرنا دین و دنیا کی خوبی اور نیکی کی بات ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں انبیاء کو پسند ہیں۔ حیاء' بردباری'

پچھنے لگانا، مسواک کرنا اور عطر لگانا۔ اور بردباری کا مطلب ہے انتقام نہ لینا اور ناگواری پر صبر کرنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عطر کا استعمال اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی عادت ہے اور یہ بہت ہی پسندیدہ عمل ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

حدیث شریف میں ہے کہ عطر کے ہدیئے کو آپؐ واپس نہ فرماتے تھے۔ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کو عطر پیش کیا گیا ہو اور آپ نے اسے واپس فرما دیا ہو، یعنی ہمیشہ قبول فرمایا۔

آپ نے فرمایا تین چیزیں واپس مت کرو یہ چیزیں واپس کرنے کی نہیں، تکیہ، دودھ اور عطر، یعنی سر کے نیچے لگانے کے لئے کوئی تکیہ، دے تو قبول کرلو انکار مت کرو اور دودھ پینے کے لئے پیش کرے تو پی لو، زیادہ نہ سہی تو تھوڑا سا پی لو لیکن انکار مت کرو اسی طرح کوئی عطر لگانے کے لئے دے تو اس کو لگا لو۔

ان تین چیزوں میں تین باتیں اور بھی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی نے تکیہ پیش کیا آپ نے کہا **جزاک اللہ** اور اس کا تکیہ ہی آپ لے جائیں، سرہانہ آپ لے جائیں، نہیں بلکہ اس نے تو صرف لگانے کے لئے دیا ہے۔ اس طرح بعض لوگ بڑے برتن میں دودھ پیش کرتے ہیں اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ تھوڑا سا آپ نوش فرمالیں، باقی احباب مجلس بھی تھوڑا تھوڑا لے لیں یہ نہیں کہ سارا کا سارا آپ پی لیں اس کا بھی خیال

رکھیں۔ اسی طرح لگانے کے لئے کسی نے عطر کی شیشی پیش کی آپ نے کہا جزاک اللہ اور تھوڑا سا عطر لگایا' شیشی پر ڈھکن لگایا اور شیشی اپنی جیب میں رکھ لی بلکہ آپ شیشی اس کو واپس کریں' ہاں اگر ساری شیشی اس نے آپ کو دینی ہے تو صراحتہ" آپ سے کہے' کہ نہیں بھائی میں آپ کو ہدیہ کرچکا ہوں بے شک اس کو آپ لے لیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین چیزیں لینے سے مت منع کرو اور تین چیزیں دینے سے مت منع کرو۔ تین چیزیں تو یہ ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا تکیہ' دودھ اور عطر' اور تین چیزیں اگر کوئی مانگے تو دینے سے انکار مت کرو آگ' پانی اور نمک۔ پانی اور نمک تو آج بھی یہ بات سمجھ آتی ہے لیکن اس وقت نوجوانوں کو آگ والی بات سمجھ میں نہ آئے گی۔ ہمارے بچپن میں کسی چھوٹی تگاری یا اوبلے کے اوپر سے پڑوس سے آگ منگوالی جاتی تھی اور اس سے اپنے گھر کے چولہے اور تنور روشن کرلئے جاتے تھے یہ طریق تھا پہلے زمانے میں آگ بنانے کا' آگ لینے کا اور آگ مانگنے کا' اور اب اس کی صورت یہ ہے کہ کسی کو دیا سلائی دے دی جائے کیونکہ دیا سلائی سے بھی آگ سلگتی ہے تو یہ آگ مانگنا اور آگ دینا دیا سلائی کی صورت میں اکابر فرماتے ہیں کہ یہی سنت حاصل ہوسکتی ہے یا جہاں پر آگ اور چولہے جلائے جاتے ہوں وہاں ہدیتہ دیا سلائیاں پیش کردی جائیں' کہ بھئی ہماری طرف سے یہ ہدیہ ہے آپ اس کو اپنے کام میں لائیں یا کہیں سے دیا سلائی مانگ لی

جائے تو اس سے یہ آگ مانگنے والی اور آگ دینے والی جو سنت ہے وہ ادا ہو جائے گی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس آگ پر مانگنے والے نے جو بھی کھانا تیار کیا آگ دینے والے کو اس کا ثواب ملے گا۔ اس پر کھانا پکانے کا' کھانے کھلانے کا آگ دینے والے کو ثواب ملے گا اور پانی کا استعمال جہاں جہاں ہوا غسل کرنے میں' پینے میں' کھانا پکانے میں اس کا ثواب بھی اسی کو ملے گا۔ اس نمک کا استعمال جہاں جہاں ہوا اور اس نمک سے جو جو چیز تیار ہوئی اس کا ثواب بھی نمک دینے والے کو ملے گا۔ چھوٹی' چھوٹی سی باتیں ہیں مگر ان میں اجر و ثواب کے سمندر ہیں۔ عمل میں یہ باتیں بڑی آسان اور چھوٹی چھوٹی معلوم ہوتی ہیں لیکن نتیجے کے اعتبار سے اور عمل کے اعتبار سے بہت اونچی ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب تمہارے سامنے عطر رکھ دیا جائے تو قبول کرو آپ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی میٹھی چیز لائی جائے تو اس میں سے کچھ کھا لو اور جب تمہیں کوئی عطر دے تو سونگھ لو انکار مت کرو آپ نے فرمایا جب تمہیں کوئی ریحان پیش کرے تو واپس نہ کرو یہ ریحان جنت سے نکلا ہوا ہے سبحان اللہ! فرمایا جب کوئی خوشبو پیش کرے تو انکار مت کرو اس میں زیادہ بوجھ نہیں ہے۔ ایک بزرگ سے میں نے سنا فرمایا' عطر روح کی غذا ہے پہلے زمانے میں ذاکرین' کثرت سے ذکر کرنے والے' دورہ

شریف کے متعلمین (طلباء) عین ان چیزوں کے حاصل کرنے کے وقت خوشبو استعمال کرتے۔ کیونکہ خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے یہ چیزیں دماغ کے اندر جلدی چلی جاتی ہیں اور جم جاتی ہیں۔

خوشبو کا طبی فائدہ

ایک طبیب بڑے کامل تھے بزرگ بھی تھے ان سے میری بات ہوئی کہ آپ ایسی اعلیٰ اعلیٰ خوشبوئیں خمیرے میں استعمال کرتے ہیں اور اتنی مہنگی خوشبوئیں مشک وغیرہ اس میں شامل کی جاتی ہیں اس کا کیا سبب ہے اگر صرف مشک ہو اور زعفران کو ہٹا دیا جائے باقی اجزاء خمیرے کے رکھے جائیں تو کیا خیال ہے؟ تو فرمانے لگے باقی اجزاء سے بھی فائدہ ہوگا لیکن خوشبو میں ذات باری تعالیٰ نے ایک ایسی صفت رکھی ہے کہ جہاں جہاں اس کا اثر پہنچنا چاہئے تیزی کے ساتھ خوشبو کے ذریعہ وہاں وہاں ان ادویہ کا اثر جلدی پہنچ جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے دنیا میں یہ چیزیں ہمیں محبوب ہیں کھانا' عورت اور عطر۔ منکوحہ عورت بہت بڑی نعمت ہے۔ سبحان اللہ جس شخص کے گھر میں منکوحہ ہے بہت بڑی دولت اس کو حاصل ہے اور گھر کا پکا ہوا کھانا بھی بہت بڑی نعمت ہے اور عطر بھی بہت پسندیدہ آپ کی سنت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ کے سامنے مشک وغیرہ پیش کیا گیا آپ نے مشک وعنبر استعمال فرمایا' مشک وعنبر وغیرہ کی خوشبو آپ نے پسند فرمائی۔

آپ ہمیشہ معطر رہتے تھے وحی کی آمد' فرشتوں کا نزول ایسے اوقات میں آپ خوشبو لگانے کا اہتمام فرماتے تھے اور یہ حد درجہ نظافت کی بات ہے۔ معراج کے واقعہ کے بعد آپ کا جسم اطہر خوشبو سے ایسا مہکتا تھا جیسے دلہن کو شب عروسی میں معطر کیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا معطر بنایا کہ آپ کو تلاش کرنا آپ کے معطر ہونے کی وجہ سے بہت آسان تھا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جس گلی سے بھی آپ گزرتے کچھ دیر کے لئے وہ گلی خوشبودار ہو جاتی اور ہم پہچان لیتے تھے کہ آپ یہاں سے گزرے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ہمیں یہ بھی اندازہ ہو جاتا کہ اس بچے کے سر پر آپ نے ہاتھ رکھا ہے۔ جس بچے کے سر پر آپ اپنا دست مبارک رکھتے تھے اس بچے کے سر کے بال خوشبودار ہو جاتے۔

جسد اطہر کا پسینہ بہترین خوشبو تھا

آپ کے جسم اطہر سے جو قدرتی خوشبو نکلتی تھی پسینہ کی صورت میں وہ خوشبو ایسی خوشبو تھی کہ اس کی مثال مشرق سے لے کر مغرب تک کوئی پیش نہ کر سکا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس کی والدہ) کو آپ نے دیکھا جو آپ کے بیدار ہونے

کے بعد آپ کا پسینہ اکٹھا کر رہی تھیں فرمایا : یہ کیا کر رہی ہو عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا پسینہ بہترین خوشبو ہے میں اس کو اپنے عطر میں ملا لیتی ہوں وہ عطر بھی عجیب قسم کا عطر بن جاتا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا :
آپ کے پسینے سے گلاب کا پھول بنایا گیا لہٰذا مجھے عطر گلاب بہت پسند ہے۔ دنیا میں گلاب عجیب عجیب قسم کا پیدا ہوتا ہے۔ استنبول کا گلاب جو ہے وہ اور نوعیت کا ہے' طائف شریف کا گلاب جو ہے وہ اور نوعیت کا ہے' وردہ طائف بھی عجیب ہے۔ سبحان اللہ! حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ طلباء کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائل میں ہم اس کو ضرور لیں گے کہ بے شک آپ کے پسینے سے حق تعالیٰ نے گلاب کا پھول پیدا فرمایا۔ بڑا رنج ہوتا ہے' بڑی بے دردی کے ساتھ اُن پھولوں سے ہار بنا کر' گلے میں ڈال کر پیروں میں جو روندا جاتا ہے تو بڑا رنج ہوتا ہے۔

ایک تقریب میں دیکھا' اس قدر گلاب کا پھول بکھرا پڑا تھا' توبہ! توبہ! نہ معلوم کتنے سیر کتنے کلو کے حساب سے وہ پڑے ہوئے تھے اور پیروں میں روندے جا رہے تھے' الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!

اور عجیب بات ہے عرق اس سے بنایا جاتا ہے۔ عطر اس سے بنایا جاتا ہے اور **گلقند** جو سب کے لئے مفید ہے ہزاروں ٹن ہندوستان اور پاکستان میں بنتا ہے اور وہ صرف گلاب سے بنتا ہے اور یہ ویسے بھی استعمال

کیا جاتا ہے اور کئی طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے اس کے برکات ہیں آپ کے ساتھ اس کی نسبت ہے۔ پھر یہ گلے میں ہاروں کا ڈالنا' میں تو کہا کرتا ہوں کہ وہ جیت کے آرہا ہے اور یہ جتنے والے کے گلے میں ہار (شکست) ڈال رہے ہیں' **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ** جیت اور ہار کا کوئی جوڑ ہے کیا گناہ بخشے گئے اور معافی مل گئی ہے وہ تو جیتا ہے لیکن یہ کہہ رہے ہیں نہیں۔ ہار رہے ہار' یعنی اس کی جیت کا انکار کر رہے ہیں۔ **لَاحَوْلَ وَلَا قوۃ الا باللہ** بھئی ایسا ہی ہے تو اس کو عطر لگا دو تو یہ بات بھی تو ہے گلاب کے ہار ڈالنے کی بجائے گلاب کا عطر لگا دو۔ ہار کب تک گلے میں پڑا رہے گا کسی وقت تو اتارے گا وہ۔ بعض لوگ گلے میں ہار ڈال دیتے ہیں۔ میں فوراً" اتار دیتا ہوں تو آپ نے ڈال دیا اس نے اتار دیا فرق اتنا ہے کہ وہ گھنٹوں نہیں اتارتے اور میں منٹ آدھے منٹ میں اتار دیتا ہوں اتارنے تو ہیں ہی لیکن ناقدری سے بڑا دل دکھتا ہے بڑی مقدس چیز ہے اس کو نسبت حاصل ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب وفات شریف ہوگئی تو آپ کے جسم مبارک سے ایسی خوشبو نکلی کہ ایسی خوشبو اہل مدینہ نے پہلے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ سارے مدینہ کے گلی کوچے آپ کے جسم مبارک سے نکلی ہوئی خوشبو سے خوشبودار ہوگئے' صلی اللہ علیہ وسلم آپ زندگی میں بھی خوشبو دار تھے اور وصال ہونے کے بعد بھی خوشبو دار تھے۔ آپ کی قبر شریف کی مٹی بھی انتہائی خوشبودار نکلی کتنی خوشبو دار نکلی؟ جب لحد شریف بنائی گئی تو سارا مدینہ اس سے معطر ہوگیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے جب کوئی آپ سے مصافحہ کرتا' بہت بہت دیر تک اپنے ہاتھ میں آپ کی خوشبو محسوس کرتا آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ تہجد کے اوقات خوشبو لگاتے تھے سوتے وقت سرمہ لگاتے تھے اور بیدار ہونے پر وضو فرماتے' خوشبو لگاتے یہ آپ کی عادت مبارکہ تھی۔

آپ کے تھوک ولعاب میں ذات باری تعالیٰ نے عطروں سے بڑھ کر خوشبو رکھی تھی۔ یہ آب زمزم جو آپ کی برکت اور آپ کے طفیل سے آپ کی امت کو آسانی سے مل رہا ہے اس میں آپ کے دہن مبارک کا لعاب شامل ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ نے ایک روز زمزم شریف پیا اور اس کو منہ میں بھر لیا کچھ دیر منہ میں رکھا اس کے بعد وہ کلی آپ نے بئر زمزم میں فرمائی (آب زمزم کے کنویں میں فرمائی) صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ایسا تو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا آپ نے خلاف معمول ایسا کیوں کیا آپ نے فرمایا بعد میں آنے والوں کا خیال آگیا ان کے لئے ایسا کیا ہے۔ ایک موقعہ پر فرمایا تم میرے دوست ہو اور نادیدہ امت جس نے مجھے نہیں دیکھا وہ میرے بھائی ہیں۔ امت کے فضائل میں محدثین نے یہ بات لکھی ہے کہ نادیدہ امت کو آپ نے بھائی فرمایا' صحابہ کو دوست فرمایا۔ سبحان اللہ آپ کی امت تمام امتوں کی سردار ہے' بڑی شان ہے آپ کی امت کی۔ جیسی محبت آپ کو اپنی امت سے ہے ایسی کسی کو اپنی امت کے ساتھ نہیں ہے۔ ایسا تعلق نہیں ہے لیکن ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت جیسے میرے ساتھ محبت رکھتی ہے یا میرے ساتھ محبت کرے گی اس کی مثال بھی مجھ سے پہلے نہیں ملتی۔ میری امت بھی بے مثال ہے۔ آپ بھی بے مثال تھے آپ کی امت بھی بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محبت نصیب فرمائے۔ آپ کی اطاعت نصیب فرمائے۔ اور آپ کی عظمت نصیب فرمائے اور زندگی کے ہر حصے میں جہاں تک ہو سکے اتباع سنت کی توفیق مدام نصیب فرمائے اور ہمارے شامل حال فرمائے۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں رحمت کائنات بھی دیا۔ رحمت

کائنات کس نے دیا؟ رب کائنات نے دیا۔ آپ کو تمام مخلوقات کے لئے رحمت بے حساب بنا کر بھیجا گیا۔ عجیب و غریب شان والے تھے۔ امن والی ماں کے پیٹ میں رہے اور حلم والی ماں کی گود میں پلے۔ وہ ہستی کیسی ہوگی جس کی ایک ماں آمنہ اور اس کی دوسری ماں حلیمہ' ایک امن والی ماں اور ایک حلم والی ماں۔

آپ نے منیٰ کے اندر فرمایا : جہالت کی تمام رسومات' جہالت کے تمام طریقے میرے پیر کے نیچے ہیں آج میں ان کو ہمیشہ کے لئے روندے دیتا ہوں۔ آپ نے واضح کردیا کہ طریقہ چلے گا تو صرف میرا طریقہ چلے گا کسی اور کا طریقہ نہیں چلے گا لیکن عفو و درگذر کی یہ شان کہ آپ نے فرمایا : فلاں فلاں پر ہمارا خون ہے میں معافی میں پہل کرتا ہوں میں نے ان کو معاف کیا جو ان پر خون ہے اس سے درگذر کیا اور معافی دے دی۔ مالیات کے اندر بھی آپ نے پہل کی' خاندان اور برادری کی رسومات کے مٹانے کے اندر بھی پہل کی۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آئی۔ امت کے ہر فرد کو انفرادی طور پر ان چیزوں کے مٹانے کے اندر پہل کرنی چاہیے سب کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت عطر استعمال فرماتے تھے۔ عطر کے ساتھ آپ کو بڑی محبت تھی۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک عطر تھا۔ اس میں کئی عطر ملے ہوئے تھے اس کو اس زمانے میں (ذریرہ) کہا جاتا تھا جیسے

ہمارے زمانے میں مجموعہ کہا جاتا ہے وہ عطر آپ پسند فرماتے تھے۔

حدیث شریف میں آتا ہے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطر لگایا کرتی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو چاہئے کہ اپنے شوہر کو خوشبو لگائے یہ سنت بھی اس طرح سے ادا ہو جائے گی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے دست مبارک سے آپ کے کپڑے نکال کر رکھتی تھیں۔ آپ کا بستر لگاتی تھیں۔ آپ کے لئے اور آپ کے مہمانوں کے لئے کھانا پکاتی تھیں۔ مکان میں جھاڑو دیتی تھیں آپ کے لئے مسواک تیار رکھتی تھیں اور آپ کے جسم اطہر کو خوشبو لگاتی تھیں معلوم ہوا کہ شوہر کا دل جیتنے کے لئے یہ اوصاف بیوی کے اندر ہونے چاہئیں۔ یہ نہ ہونا چاہئے کہ بیوی سمجھے کہ میری ذمہ تو کوئی بات نہیں' میرے ذمہ تو کوئی چیز نہیں اگر یہی بات اسی انداز میں شوہر کہہ دے تو میری بیٹی! تیرا دل کتنا گھٹ جائے گا تو کتنی اداس ہو جائے گی اس کا حوصلہ دیکھ تیری کتنی ناگوار باتیں سن کر پھر بھی وہ برداشت کر رہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خانہ داری اور گھر کا صحیح طور پر چلنا ضبط و تحمل کے ساتھ یہ مردانہ شان ہے اور مرد ہی کا کام ہے جو اپنے ظرف کے ساتھ گھر کو چلاتا ہے لہذا اس کو اپنے منصب پر پورا پورا رہنا چاہئے عورتوں کی کچی باتوں کو کان میں نہیں آنے دینا چاہئے۔

ایک شخص سے میرے حضرت فرما رہے تھے تم کہتے ہو باتیں کان میں آتی ہیں تو ادھر سے نکال دیتا ہوں فرمایا حضرت نے غلط بات ہے تم انہیں

داخل ہی کیوں ہونے دیتے ہو ارے بھئی اگر تم داخل ہونے دو گے اور یہاں سے پار کرکے دماغ میں سے پھر ادھر سے نکالو گے تو وہ باتیں اپنے تاثرات چھوڑ جائیں گی۔ بہتر صورت اس کی یہ ہے کہ انہیں داخل ہی نہ ہونے دو۔ یہ ہوتی ہے اہل اللہ کی شان۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ خوشبوئیں

وضو کے بعد بھی آپ مشک لگاتے تھے اور یہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ عطر کا استعمال جو آپ فرماتے تھے وہ داڑھی اور سر کے بالوں میں فرماتے تھے۔

ہمارے اکابر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کرتے میں بغلوں کی طرف خوشبو لگا لی جائے تو خوشبو دیر تک محفوظ رہتی ہے۔ سبحان اللہ! اور یہ عطر دیکھئے کہاں کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ عطر اظہر لکڑی ہے' عود بھی لکڑی ہے۔ کیماری یہ بھی ایک لکڑی کی ہندوستان میں قسم ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے اس زمین کی مٹی کو بھی معطر بنایا ہے اس کو "عطر گل" کہتے ہیں فارسی میں گل مٹی کو کہا جاتا ہے اس مٹی سے بھی عطر پیدا ہوتا ہے اور عجیب بات ہے کہ کم مقدار میں ملتا ہے' نایاب ہوتا ہے لیکن انتہائی بیش قیمت ہوتا ہے اور عجیب وغریب عطر ہے۔

جمعہ کے دن آپ بہت اہتمام سے عطر لگاتے تھے' جمعہ کی سنتوں میں سے ہے کہ غسل کرے' کپڑے پہنے' اپنے وضو میں مسواک کا استعمال کرے اور سنت کے مطابق عطر لگائے' آئینہ بزرگوں نے صرف جمعہ کے روز دیکھا ہے' آئینہ دیکھنے کی دعا پڑھے' خوشبو لگائے' مسجد میں جب داخل ہو جمعہ کی سنتوں میں سے ہے کہ سلام کرے' جلدی جائے اور مسجد میں پہنچ کر تحیۃ المسجد ادا کرے یہ بھی سنتیں ہیں ان باتوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ جمعہ کا دن جو ہے یہ تمام دنوں کا سردار ہے تمام دنوں میں افضل ہے اور عید المومنین ہے یعنی اہل ایمان کی عید کا دن' اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر ہفتے عید عطا فرمائی ہے۔

فقہاء فرماتے ہیں کہ جمعہ کا دن عیدین کے دن سے افضل ہے۔ اتنا افضل ہے اور اتنا افضل ہے کہ جمعہ کے دن اگر وقوف عرفہ ہو جائے تو جمعہ کے دن وقوف عرفہ ہونے کی بناء پر وہ حج ستر حجوں سے زیادہ افضل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو نصیب فرمائے۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاتون نے حسن ہیئت کا طریقہ معلوم کیا۔ آپ نے فرمایا: تھوڑا مشک لے لو اور وہ استعمال کرو۔ معلوم ہوا کہ ایسے دنوں میں حیض و نفاس کے اندر کچھ بو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسی بو ہوتی ہے کہ جب تک اس سے فراغت نہ ہو وہ بو قائم سی رہتی ہے لہٰذا خوشبو کا استعمال عورت کو

گھر کے اندر کرتے رہنا چاہئے تاکہ گھر والے کی طبیعت میں تکدر پیدا نہ ہو۔ صفائی ستھرائی سے بھی دلوں کا بہترین ملاپ ہوتا ہے گندگی اور بدبو سے بھی فراق کی صورت پیدا ہوتی ہے اور فراق و جدائی کی صورت سے بچنا چاہئے۔ اگر عورت مستقلاً" میلی کچیلی اور بدبو دار رہے تو آدمی مکدر ہو جاتا ہے اس کی طبیعت پھٹنے لگتی ہے۔

دیکھئے! عورت کا لباس عورت کی زیبائش ہے اور عورت کا خوشبو لگانا گھر سے باہر کے لئے نہیں ہے' گھر میں اپنے شوہر کے لئے ہے' باہر تو اتنا بن ٹھن کر جائیں اور گھر میں رہیں بالکل بھنگن اور چمارن کی طرح یہ تو شوہر کے حق میں خیانت ہے۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ تقریبات کے اندر اپنی اہلیہ کو نہیں جانے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی اہلیہ نے اصرار کیا حضرت نے فرمایا مجھے انکار نہیں ہے بھیجنے سے لیکن ایک شرط ہے کہ روزمرہ کے کپڑوں میں آپ نے جو پہنے ہیں انہیں کپڑوں میں آپ چلی جائیں جوڑا بدل کر نہ جائیں اور ابھی چلی جائیں مجھے انکار نہیں ہے۔ خیر انہوں نے فرمایا میں جا بھی سکتی ہوں آپ کے فرمانے کے مطابق کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن میں آپ کی رضا اور آپ کی پسند پہچان گئی کہ آپ مجھے وہاں بھیجنا پسند نہیں فرما رہے ہیں لہٰذا میں اس کو ترجیح دیتی ہوں اور نہیں جاتی' سمجھداری کی بات ہے۔

کتابوں کے اندر صاف لکھا ہے کہ خدا کی رضا' عورت کے لئے شوہر

کی رضا میں ہے ہاں اگر شوہر کا فعل' اور عمل شریعت کے مطابق ہے تو بہر صورت عورت کو تسلیم کرنا چاہئے اس کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری بیٹیوں' بچیوں کو اس کی توفیق عطا فرمائیں اور ان کے ساتھ عافیت سے بسی رہیں۔ مرد کے لئے سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے' عورت کے لئے سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے شوہر کی بات ماننی چاہئے۔

بعض حالات میں مشک بھی پسند فرمایا' عود بھی پسند فرمایا' اور ذریرہ بھی پسند فرمایا یعنی مجموعہ مرکب خوشبو کا وہ بھی آپ نے پسند فرمایا وضو کے بعد' غسل کے بعد بھی آپ نے عطر لگایا' جمعہ کے دن خاص اہتمام سے عطر لگایا' تہجد کے وقت بھی عطر لگایا۔ اسی طرح اکابر فرماتے ہیں ذکر کے وقت' تلاوت کے وقت بھی عطر لگانا چاہئے۔ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ عطر حنا بھی خوب ہے ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور عطر روح خس بھی خوب ہے گرمی کے موسم میں لگاؤ تو گرمی کم لگتی ہے اور گرمی کے اثرات کم ہو جاتے ہیں اکابر کی عجیب شان تھی۔

"حنا" بہترین خوشبو ہے

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کی خوشبو حنا ہے اور ایک روایت

میں یہ بھی آیا ہے کہ جنت کی خوشبو کا سردار حنا ہے اس کی ایک خاص کوالٹی ہوتی ہے اس کو شامتہ العنبر کہتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں' ہمارے قریب ہندوستان میں ہر قسم کے عطریات بسہولت مل جاتے ہیں۔ بیرون ملک ایسے عطریات جو سنت کے مطابق خوشبو ہے مشکل سے ملتے ہیں۔ اور یہ اسپرے اور سینٹ' اس قسم کے پرفیومز گو از روئے فتویٰ جائز ہیں لیکن کھال اور بال کے لئے مضر ہیں۔ اگر کپڑوں پر لگانا ہو تو کپڑے پہننے سے پہلے ان کو لگادو جب تھوڑی دیر کے بعد خوشبو ان میں بس جائے' سرایت کر جائے تو اس کی تیزی ختم ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ دیسی خوشبو استعمال کی جائے جو بے ضرر ہے اور انتہائی مفید ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا : لوگوں کا اکرام کرو۔ پوچھا یا رسول اللہ اکرام کا کیا طریقہ ہے تو افضل طریقہ یہ ہے کہ عطر کے ساتھ اکرام کرو اس میں کوئی تکلیف اور بوجھ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حرم میں آج بھی آنے والے مہمانوں کو عود کی دھونی دی جاتی ہے عطر لگایا جاتا ہے اور ان کو معطر کیا جاتا ہے۔ آج بھی بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی صلی اللہ علیٰ صاحبہا وسلم میں عود کی دھونی دی جاتی ہے اور حرمین کو معطر کیا جاتا ہے۔ عطر دان بھی آپ نے رکھا ہے۔ ایسا ڈبہ جس میں کئی شیشیاں آجائیں عطر دان کہلاتا ہے۔ پہلے پاندان تو ہم لوگوں کے ہر گھر میں ہوتے تھے اب آکے بکھیڑا ختم ہوا ہے عطر دان ہونا چاہئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

عطردان میں کئی طرح کے عطر رکھتے تھے اور اس میں سے آپ عطر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ سرمہ دانی کی طرح عطردانی بھی مسنون ہے اس سے عطر لگانا آسان ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے اسی طرح عطردانی میں بھی سلائی ہونی چاہیئے تاکہ آسانی سے عطر لگایا جاسکے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! مردوں کا بہترین عطر کون سا ہے آپ نے فرمایا مشک و عنبر' یہ الگ الگ بھی ملتے ہیں اور ملے ہوئے بھی ملتے ہیں' آپ نے فرمایا یہ مردانہ عطر ہے۔ اور ایک عجیب بات ارشاد فرمائی' سبحان اللہ' فرمایا مردانہ خوشبو وہ ہے جس میں رنگ اور داغ نہ ہو اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس میں داغ پڑے اور رنگ ہو۔

خوشبو صحت کے لئے بھی مفید ہے

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ سے مشک کے بارے میں پوچھا گیا' آپ نے فرمایا : وہ تمام عطروں میں سے بہتر ہے اور عود مشک' عنبر بڑی عمر میں فالج کے اثر سے 'لقوے کے اثر سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ اس کی خاصیت ہے اور حافظہ جو ہے بڑی عمر میں اس کی وجہ سے قائم رہتا ہے۔ اس لئے سینٹ اور دوسرے پرفیومز سے بچنا چاہیئے جب بال اور کھال کو نقصان پہنچاتے ہیں تو حافظے کو بھی برباد کرتے ہیں۔ بیکار بات ہے پیسہ ضائع

ہوتا ہے۔ اس قسم کے عطریات استعمال کریں جو بمنزلہ غذا کے ہوں۔

مکہ معظمہ کے اندر ایک بڑے دیندار تاجر ہیں وہ بندے کے پاس عطر لے کر آئے وہ فرما رہے تھے کہ عود' مشک' عنبر یہ چیزیں جو ہیں بہت عجیب ہیں حافظے کے لئے مفید ہیں اور بڑی عمر کے اندر اعصاب ان سے اچھے رہتے ہیں۔ آدمی لقوے اور فالج وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اچھی چیز ہے بمنزلہ غذا کے ہے۔ ایسی چیز آدمی کیوں نہ استعمال کرے کہ بھئی ایک پنتھ اور دو کاج کہ خوشبو کی خوشبو اور صحت کے لئے مفید۔

احادیث سے معلوم ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشادات سے کہ داڑھی میں میں نے خوشبو کی علامات دیکھیں۔ معلوم ہوا کہ سر اور داڑھی میں عطر لگانا مسنون ہے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں' مانگ بیچ سے نکالتے تھے جس زمانے میں آپ پٹے رکھتے تھے' خوشبو کی علامات دیکھیں تو ثابت ہوا کہ سر میں آپ نے خوشبو لگائی۔ جب آپ عطر لگاتے تھے تو بسا اوقات سر اور داڑھی میں بھی لگاتے۔ اصل میں آپ کو خوشبو بہت زیادہ پسند تھی چنانچہ حج کے موقع پر جو آپ نے سر میں عطر لگایا مانگ میں اس کا اثر ظاہر ہوا۔ اماں عائشہ فرماتی ہیں آپ کو سب سے زیادہ مشک اور عود پسند تھا اور آج بھی اہل عرب ماشاء اللہ اس کو پسند فرماتے ہیں۔

حرم کے دروازے کے باہر ایک صاحب عطر فروش تھے مسنون ان کا چہرہ تھا' پاؤں قوی تھے ابھی معلوم ہوا دو تین روز پہلے کہ وہ مصری تھے اب تو نظر بھی نہیں آتے ان کی یہ آواز سنائی دیتی تھی۔ **اَلطِّیبُ سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ** کتنی برکت ہے اس کام میں۔ میں نے تو کبھی ان کو شکوہ کرتے دیکھا نہیں' ہمیشہ خوشحال رہتے تھے' جتنے نمازی نکلتے تھے ان کو عطر لگاتے تھے ہر قسم کا عطر یعنی کم قیمت سے لے کر اعلیٰ قیمت تک کا لگاتے رہتے تھے اور بڑی خوشی سے' فخر سے لوگوں کو عطر لگاتے۔ کس وقت عطر بکتا تھا' کتنے کا بکتا تھا نہیں نہیں اس کا علم نہیں مگر اتنی برکت دیکھی اس مسنون مشغلے میں اتنی برکت! کہ ہمیشہ خوشحال رہے۔ ایک تاجر عطر بتا رہے تھے کہ وہ بیچارے نوجوان جو تھے جن کا مسنون چہرہ تھا وہ مصری تھے۔ ہمیشہ ان کا یہی عمل تھا یہی صدا تھی **اَلطِّیبُ سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ** کہ خوشبو اللہ کے رسول کی سنت ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

شمائم کے اندر' خوشبوؤں کے اندر جو سب سے قیمتی خوشبو ہے وہ درود و سلام ہے' درود و سلام جو ہے یہ بھی مشک ہے اس خوشبو کا بھی خیال رکھئے۔ اس خوشبو کا بہت بڑا حق ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا حق ہے۔

امت پر آپ کے بے شمار حقوق ہیں۔ خلاصے کے طور پر چار بیان کئے جاتے ہیں۔ آپ کی عظمت' آپ کی محبت' آپ کی اطاعت اور آپ پر

بکثرت درود و سلام اور یہ خوشبو جو ہے آپ کا حق ہے۔

مولانا محمد علی جوہر نے عجیب بات کہی۔

بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں میں نے بھی کچھ درودوں کی سوغاتیں

ہاں بھائی! اس خوشبو کی سوغات بھیجتے رہنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے سفر کے بعد واپسی ہے خوشبو دار دربار سے آئے ہیں خوشبو کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہی بات دل میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو وہاں کی دعاؤں میں شامل فرمائے' سب کی مغفرت فرمائے' سب کے نیک ارادے پورے فرمائے' نیک تمنائیں پوری فرمائے اور سب کو اس در کی حاضری نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

مسیح الامت کی نصیحت

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اب سے ستائیس سال پہلے کی بات یاد آئی بندہ فریضہ حج کو جانے والا تھا تو حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا کہ سفر حج کے سلسلے میں نصیحت فرما دیں۔ حضرت والا کا گرامی نامہ معروضات کے جواب میں روانگی سے پہلے موصول ہوگیا۔ ذات باری تعالیٰ نے میرے حضرت کو مقام نصیحت عطا فرمایا تھا ہمہ وقت تعلق مع اللہ میں ڈوبے رہتے تھے ان کے دیکھنے سے ان کے بولنے سے ان کی باتیں سننے سے ان کے پاس رہنے سے معلوم ہوتا تھا کہ سب میں ہیں لیکن سب سے جدا ہو کر ہمہ وقت اپنے محبوب کے مشاہدے میں مستغرق ہیں

تحریر فرمایا کہ اس سفر میں آنکھ' کان' زبان' دل کے استعمال کا جائزہ لیتے رہنا' اکثر اوقات باوضو رہنا' مکہ معظمہ میں کلمہ تمجید اور مدینہ طیبہ میں درود شریف کی کثرت رکھنا والسلام' یہ حضرت کے خط کا خلاصہ ہے سبحان اللہ ایک ایک بات ان کی علم و عرفان سے پُر ہوتی تھی اور نور و ہدایت سے بھرپور ہوتی تھی کیسی عجیب بات تحریر فرمائی سبحان اللہ آنکھ کان زبان دل کے استعمال کا جائزہ لیتے رہنا۔

سفر و حضر کی فضیلت

جب سفر میں انسان ہوتا ہے تو بہ نسبت گھر کے فراغ زیادہ ہوتا ہے اور فراغ میں احتساب اور جائزہ لینے کا موقع بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فضیلتیں تو وطن کی زیادہ ہیں اور بعض فضیلتیں سفر کی زیادہ ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رزق وطن کا اچھا ہے۔ رزق کو اپنے وطن میں تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ واقعی بہت کام کی بات ہے جو کامل یکسوئی بندے کو وطن میں ہوتی ہے وہ غیر وطن میں نہیں ہوتی۔ جیسا کہ بندہ نے عرض کیا کہ سفر میں فراغ زیادہ ہوتا ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ وطن کی بہ نسبت سفر کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اور وطن کی نسبت سفر کے ذکر کی فضیلت بھی زیادہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ مسافر کے ذکر کو بہت پسند فرماتے

بات ہے، حسین مناظر کو لذت نفس اور شہوت نفس کے ساتھ دیکھنا للچا للچا کے دیکھنا یا خواہشات کی تکمیل کے منصوبے کی نیت سے دیکھنا، بڑی بودی بات ہے کیا رکھا ہے اس کے اندر۔ میرے عزیز دیکھنے میں کچھ نہیں رکھا بلکہ خطرات ہی خطرات ہیں اور اس کے بچنے میں بھلا کیا رکھا ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص اپنی نظر کی حفاظت کرتا ہے ذات باری تعالیٰ اس کو ایسی نیکی کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی حلاوت، جس کی مٹھاس، جس کی چاشنی اس کو فی الفور نصیب ہوتی ہے۔ تحریر اس آنکھ سے پاکیزہ دیکھے غلط تصاویر کا دیکھنا اور غلط قسم کے مضامین کا پڑھنا توبہ! توبہ! الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! جس کے تکئے کے نیچے ناول رکھے ہوئے ہیں عریانی اور ایسی ایسی باتیں ہیں آج کل کے ناولوں میں جن کے دیکھنے سے آدمی کا ایمان کھسک جاتا ہے اور دین میں گندگی سرایت کر جاتی ہے اور ایمان کو خوب نقصان پہنچاتی ہے۔

حفاظتِ نظر کا گر

جب آدمی کوئی چیز اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے تو وہ صرف آنکھ سے نہیں دیکھتا دل سے بھی دیکھتا ہے۔ ایک شخص نے پیغمبر کے آزمانے کے لئے ان کلمات کو تجویز کر رکھا تھا کہ پیغمبر وقت کون ہے اور اس کی شناخت کس

ہیں تو آنکھ کان زبان دل کے استعمال کا جائزہ لیتے رہنا۔ سبحان اللہ!

آنکھ کی حفاظت

پہلی بات اس میں ہے آنکھ' اب اس کا جائزہ لینا ہے کہ جس ذات عالی نے یہ نعمت بخشی ہے تو نعمت کا استعمال نعمت بخشنے والے کی مرضی کے مطابق ہے یا اپنی خواہش کے مطابق ہے بندہ ادنیٰ سی کوشش کرے اور اس نعمت کا استعمال صحیح رکھے' انشاء اللہ اس کی برکت سے اس کو جنت نصیب ہو جائے گی۔ حضرت سوئے نظر کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یوں سوچ لیا کرے کہ میں نے اگر لذت نفس اور شہوت نفس کے ساتھ دیکھا تو دوزخ ہے اور اگر اس سے بچ کر اپنی آنکھ کی حفاظت کی تو جنت ہے یہ دونوں باتیں اپنے سامنے رکھ کر' نظر کی حفاظت کی تو جنت ہے' نظر کو غیر محفوظ کیا تو دوزخ ہے۔ کیسی عجیب بات ہے یعنی نظر کے استعمال پر کیا فیصلہ ہو رہا ہے؟ اس کی پاکیزگی پر فیصلہ ہے جنت کا' اس کی غیر پاکیزگی پر فیصلہ ہے دوزخ کا' اور ایک بڑی بیش قیمت بات ایک موقع پر بیان فرمائی کہ آنکھ کا پیالہ اتنا بڑا بنا دیا جائے اتنا بڑا بنا دیا جائے کہ ساتوں سمندر کے برابر پیشاب اگر اس میں ڈالا جائے تو آنکھ جس قدر نجس ہوگی بد نظری میں نجاست اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے اور وقتی بات ہے یہ اور بڑی بودی

سوال سے ہوگی سوال یہ قائم کیا کہ آنکھ دل میں ہو یا دل آنکھ میں ہو بس جو اس کا صحیح جواب دے گا یقیناً وہ پیغمبر وقت ہوگا۔ اس زمانے کے اولو العزم پیغمبر سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور اس دانشور نے یہ سوال کیا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ آنکھ دل میں ہو یا دل آنکھ میں ہو تو انہوں نے برجستہ جواب دیا 'اللہ کا پیغمبر مامور من اللہ ہوتا ہے' فرمایا کہ آنکھ دل میں ہو اگر دل آنکھوں میں آگیا تو تباہ ہو جاؤ گے میرے حضرت نے فرمایا کہ فی زمانہ حفاظت کا طریق بھی یہی ہے کہ آنکھ دل میں ہو اور دل آنکھوں میں آگیا تباہ ہو جائے گا کہیں کا نہیں رہے گا اور اصل حفاظت آنکھوں کی جب ہی ہوتی ہے جب دل کی حفاظت کی جائے۔

صحابہ کرام کی پاک نظری

بیت المقدس میں جب اسلامی فوج داخل ہوئی اور امیر جیش نے یہ اعلان کیا کہ نظر بر قدم' قدم بر زمین' قسم کھا کر وہ حضرات کہتے ہیں جن کے دو رویہ نو خیز لڑکیاں نیم عریاں نہیں بالکل عریاں کھڑی کردی گئیں تھیں ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ ہمارے دائیں اور بائیں کون کھڑا ہے اور ذات باری تعالیٰ نے اس حفاظت نظر پر کیسی حلاوت ان کو عطا فرمائی کہ بغیر خون خرابے کے صرف نظروں کی حفاظت پر القدس عطا فرمادیا میرے حضرت

فرمایا کرتے تھے یہ اصل برکت تھی حفاظت نظر کی کہ مسلمان کے خون کی ایک بوند ضائع نہیں ہوئی اور نظر کی پاکیزگی پر اللہ تعالیٰ نے عطیہ کے طور پر انعام کے طور پر القدس عطا فرمایا اور یہ اختیاری مسئلہ ہے غیر اختیاری نہیں ہے۔ دیکھنا اختیاری اور نہ دیکھنا اختیاری اور ایسی مشق بھی بندہ کر سکتا ہے کہ آنکھیں اس کی کھلی ہوئی ہیں لیکن نہیں دیکھ رہا ہے جب مقام خوف اور مقام خشیت اس کو حاصل ہو جاتا ہے تو آنکھیں میچنے کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں لیکن نہیں دیکھ رہا ہے اور بظاہر لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ دیکھ رہا ہے لیکن نہیں دیکھ رہا ہے اس کی نظر ذات باری تعالیٰ کے لطف و کرم پر اور قہر و عذاب پر ہوتی ہے۔ ایسی جامع بات حضرت نے تحریر فرمائی کہ آنکھ کے استعمال کا جائزہ لیتے رہنا یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے دیکھنے کے اعتبار سے بھی، پڑھنے کے اعتبار سے بھی، انجام کے اعتبار سے بھی' ہر اعتبار سے نظر کی حفاظت کی جائے۔

حفاظت نظر پر انعام

اور اہل ایمان کی شان بیان کی گئی کہ وہ دو چیزوں کی حفاظت خاص طور سے کرتے ہیں ایک وہ نظر کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسرا شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں حدیث شریف میں بتلایا گیا کہ ان دونوں چیزوں کی

حفاظت پر اہل ایمان کے کام کو ذات باری تعالیٰ آسان فرما دیتے ہیں اور مخلوق کے قلوب کو مسخر کر دیتے ہیں کسی تسخیر کے عمل کی ضرورت نہیں جو عاملین کیا کرتے ہیں اس میں تو صدہا باتیں ناجائز ہیں۔ نظر اور ستر کی حفاظت پر ذات باری تعالیٰ اس کے کام کو آسان فرما دیتے ہیں اور ہم میں سے ہر شخص اس کا طالب ہے کہ اس کے کام آسان ہو جائیں مشکلات سے پناہ مانگی گئی ہے' دشواریوں سے پناہ طلب کی گئی ہے' آسانی کا ہم میں سے ہر ایک طالب ہے اور یہ اسلام کی خوبی ہے کہ اعمال کی برکت سے آزاری نہیں بلکہ آسانی کی نعمت عطا کی جاتی ہے جوں جوں عمل کرتا جاتا ہے اعمال میں آسانی اور سہولت کا درجہ حاصل ہوتا چلا جاتا ہے۔

کان کی حفاظت

اور پھر کان کی حفاظت کے بارے میں فرمایا کہ کان کے استعمال کا جائزہ لیتے رہنا۔ اس سے غلط باتیں نہ سنو، صحیح باتیں سنو اور جس طرح صحیح سننا اختیاری اسی طرح غلط سننے سے بچنا بھی اختیاری ہے یوں کہا جائے گا سننا اختیاری اور نہ سننا بھی اختیاری۔ یہ کام کرنے والوں کی باتیں ہیں اگر کسی کا ذہن اس وقت تسلیم نہ کرے اس بات کو تو ذہن میں نکیر نہ لائے سن لے اور ہم سے کام کا طریق معلوم کرے۔ انشاء اللہ کام میں لگنے کے بعد

اس بات کو تسلیم کرے گا جس طرح سننا اختیاری اسی طریقے سے نہ سننا بھی اختیاری ہے۔

نماز فجر قضاء کرنے کی نحوست

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی فجر کی نماز قضاء کرتا ہے' فجر کے لئے نہیں اٹھتا تو شیطان اپنا عضو مخصوص کان کے اندر ڈال کر اس کے اندر پیشاب کرتا ہے جب کان کی حفاظت کے لئے فرمایا گیا میرے حضرت کی جانب سے تو یہ روایت بھی سامنے آئی کہ کان کی حفاظت اس سے بھی تو کرنی چاہئے کہ شیطان اس کے اندر پیشاب کرتا ہے۔ اپنا پیارا بچہ اگر دودھ الٹ دے تو فقہاء فرماتے ہیں کہ وہ دودھ نجس ہے اور اپنے پیارے بچے کی الٹی پر طبیعت کو گھن آنے لگتی ہے تو عزیزان من! ذرا یہ فیصلہ کیجئے کہ شیطان جب دھار کے ساتھ پیشاب کرے اسے کون پسند کرے گا آج لوگوں نے یہ عام عادت بنائی ہوئی ہے ڈپریشن کی دوائی لیتے ہیں ٹینشن کی دوائی لیتے ہیں۔ اس لئے صبح فجر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے توبہ! توبہ! رات کو تین بجے تک جاگتے رہتے ہو بندہ خدا ڈیڑھ گھنٹے کے بعد فجر پڑھ کر سو جاؤ' اگر ایسی ہی کوئی مجبوری ہے۔ نماز کا قضاء کرنا اور مستقل قضاء کرنا یاد رکھئے! آپ کے مہمات کے اندر ناکامی کا مبینہ ثبوت ہے' آپ کسی قیمت پر

اپنی مہمات میں اور اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک کہ نماز کے قضاء کرنے سے توبہ نہ کریں اور بعض تو کہتے ہیں کہ جی فجر کی نماز نکل گئی، ارے بھائی تم فجر کی نماز سے نکل گئے یا تمہارے پاس سے فجر کی نماز نکل گئی کبھی غور کیا اس بات پر کہ نعمت تمہارے پاس سے چلی گئی یا نعمت کو تم نے چھوڑ دیا۔

نماز باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے ذات باری تعالیٰ پوری رات کی عبادت کا ثواب اس کو عطا فرماتے ہیں اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جو عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے ذات باری تعالیٰ اس کو آدھی رات کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت یہ دو روایتیں ہیں کیوں نہ ان کا میزان کرلیا جائے فرمایا کہ ہاں فن حدیث میں میزان کرنے کی اجازت ہے۔ تو میزان اس کا یہ ہوا کہ عشاء اور فجر باجماعت ادا کرنے پر ذات باری تعالیٰ اس کو ڈیڑھ رات کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں دیکھئے رات بھر عشاء اور فجر کے مابین پورا سویا' آرام کیا اور ثواب ڈیڑھ رات کی عبادت کا ملا عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے پر آدھی رات کی عبادت کا ثواب اور فجر کی نماز با

جماعت ادا کرنے پر پوری رات کی عبادت کا ثواب سبحان اللہ! سبحان اللہ!
تو بھئی کان کی حفاظت کا حکم فرمایا گیا اور کان کی حفاظت اس سے بھی کی
جائے کہ شیطان کو اس میں پیشاب کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔

گانا باجا سننا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو راگ سنتا ہے گانا سنتا ہے اس کے
ایمان میں نفاق کان کے ذریعے داخل ہوتا ہے اور جو چغلی اور غیبت کو سنتا
ہے قیامت کے دن رانگ پگھلا کر سیسہ پگھلا کر کھولتا ہوا اس کے کان میں
ڈالا جائے گا اس سے اس کے کان کو بھرا جائے گا۔ حدیث شریف میں آتا
ہے کہ گانا سننے کی نحوست اس قدر ہے۔ گانا سننے سے نفاق اس طرح پیدا
ہوتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اگتی ہے۔

مسیح الامت کی احتیاط فی السماعت

میں نے اپنے حضرت کو دیکھا، سماعت کی احتیاط کا مشاہدہ اپنے حضرت
کے پاس ہوا اور مجھے تو ہر قسم کا مشاہدہ اپنے حضرت کی صحبت میں ہوا، میں

نے تو ایک ہی کتاب پڑھی جس کا نام مسیح اللہ ہے عجیب و غریب شان ان کی دیکھی اور میں اپنے محسن کا ذکر کیوں نہ کروں۔ جن کے احسانات نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچایا۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الشُّکْرُ کُلُّہٗ گفتگو ہو رہی ہے ہر وقت حضرت مراقبہ احسان میں مشغول رہتے اور بات کرنے والے نے اگر احتیاط میں کمی کی تو فوراً ”روک دیتے بس! بس! غیبت ہو جائے گی‘ غیبت ہو جائے گی روک دیا اس کو اور آج زیادہ سے زیادہ دینداری کا کمال یہ ہے کہ غیبت کرے گا نہیں‘ لیکن پیٹ بھر کر سنے گا اور مسئلہ یہ ہے جیسے غیبت کا کرنا حرام اسی طرح سے اس کا سننا بھی حرام۔

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنٰی

حدیث شریف میں آتا ہے کہ غیبت بدکاری سے زیادہ بری چیز ہے توبہ توبہ اور محدثین نے اس کی وجہ بیان کی کہ بدکاری سے زیادہ بری کیوں ہے؟ توبہ توبہ خدا نہ کرے کہ کوئی باہی گناہ کو انجام دیتا ہے اور باہی گناہ کے اندر مشغول ہو جاتا ہے۔ تو بہت زیادہ اس کی طبیعت بے چین اور پریشان ہو جاتی ہے۔ بڑی کوفت اس کو ہوتی ہے کہ میں نے کیا کرلیا‘ مجھ کو یہ گناہ کرنا نہیں چاہئے تھا اور بالآخر اس کا ضمیر اس کو جھنجھوڑتا ہے۔ اور وہ توبہ کرلیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتے ہیں لیکن غیبت کرنے

کے بعد آج کے معاشرے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا دل میلا نہیں ہوتا کسی کی طبیعت میلی نہیں ہوتی اور تکیہ کلام کے طور پر جیسے روزمرہ کی گفتگو میں کسی کا تکیہ کلام ہوتا ہے عام طور پر غیبت ہورہی ہے اور اتنا خطرناک مرض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا کہ غیبت اسے کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں تم بات کررہے ہو وہ اگر سن لے تو اسے ناگوار ہو اس سے معلوم ہوا کہ غائبانہ کسی کا ایسا ذکر کرنا اگر وہ موجود ہوتا تو اس کو ناگوار لگتا یہ غیبت ہے۔ باالفاظ دیگر یوں کہہ لیجئے سچی برائی اور اگر اس میں کچھ گھٹا بڑھا دیا تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ بہتان ہے۔

حفاظت کان کا گرُ

کان کی حفاظت بہت ضروری ہے کان کے راستے سے جو بات جاتی ہے وہ بھی دل میں جاتی ہے آنکھ سے دیکھ کر جو تاثرات مرتب ہوتے ہیں وہ بھی دل پر مرتب ہوتے ہیں اور کان کی سنی ہوئی بات وہ بھی دل میں پہنچتی ہے اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور میرے حضرت تو بڑے عجیب وغریب تھے اور ان کی ہر بات عجیب وغریب ہوئی تھی' فرمایا کرتے تھے بعض آدمی کہتے

ہیں کہ ہم تو اس کان سے سنتے ہیں اس کان سے نکال دیتے ہیں فرمایا کہ واہ یہ بھی کوئی عقل مندی کی بات ہے کہ اس کان سے سنا اور یہاں سے اس بات کو گزارتے گزارتے پھر یہاں سے اس کو نکالا ارے سننے ہی کی کیا ضرورت ہے بات کو یہاں داخل کرنے کی کیا ضرورت ہے اس مسیحائے باطن نے کیا عجیب بات فرمائی اللہ تعالیٰ توفیق دیں ہمیں کہ یہ باتیں بزرگان دین کی، اولیائے کرام کی، ہم اصلاح کی فکر سے سنیں کوئی وعظ و تقریر تو ہے نہیں ملاقات ہے اور ملاقات میں ایک تبادلہ خیال ہے اور جب چند آدمی مل کر بیٹھتے ہیں تو تبادلہ خیال میں وہی بات کی جاتی ہے جو جس کو آتی ہے اور ہمیں تو یہی آئی ہے کیسی عجیب بات ارشاد فرمائی کہ کان میں داخل ہی کیوں ہونے دیا جائے یہاں سے وہاں تک گزاری تو سہی، گزرنے ہی کیوں دیا جائے داخل ہی کیوں ہونے دیا جائے فرمایا کرتے تھے حضرت کہ جس طرح سننا اختیاری اسی طرح نہ سننا اختیاری اور میں بقسم آپ سے کہتا ہوں کہ جب طالب صادق کام پر لگ جاتا ہے تو یہ چیزیں اس کے لئے اظہر من الشمس ہو جاتی ہیں اس میں کوئی ایسی مشکل بات نہیں ہے کام میں لگنا شرط ہے اور دیکھئے کام میں لگے بغیر کامیابی بھی نہیں ہوتی ہم کامیابی چاہتے ہیں اور کامیابی اس بات کا انتظار کرتی ہے کہ میں آنے کو تیار رہوں تم کام میں لگو۔

کان کی حفاظت بہت ضروری ہے افوہ! ایسی ایسی باتیں آدمی سنتا ہے

بعض مرتبہ تو آدمی بے ایمان ہو جاتا ہے۔الٰہی توبہ! الٰہی توبہ۔ توفیق الٰہی سے کئی لوگوں کو توبہ کرانے کی توفیق ہوئی ایسی بات انہوں نے سنی اور سن کر ڈگمگا گئے' ہل گئے اپنی جگہ سے' اور ایمان و اسلام کے اندر ان کو اشکال پیدا ہوگیا' اسی لئے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی خاص نصیحتوں میں ایک بات یہ بھی فرمائی ہے کہ غیر مسلک' غیر مشرب لوگوں کی مجالس میں نہ جایا کریں اور نہ غیر کی کتابیں دیکھیں' غیر کی کتابیں اور غیر کی تصانیف اور غیر کی مجالس کا اگر تجزیہ کریں تو علمائے کرام کریں جن کا اپنا منصب ہے اور بھئی علماء میں بھی ہر عالم کا کام نہیں جب تک کہ وہ رنگا ہوا نہ ہو اور دولتِ باطن سے مامور نہ ہو۔

شاہ عبدالعزیز محدیث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں گمراہ ملنگوں کا ایک ٹولہ تھا دہلی کے قریب' اور جو بھی ان کے پاس جاتا تھا کم بخت اس کو ایسا مسخر کرتے تھے کہ وہ چار ابرو کا صفایا کرلیتا تھا۔ سر' بھنویں' داڑھی' مونچھ ان کو چار ابرو کہتے ہیں چار ابرو کا صفایا کرلیتا تھا ایک مولوی صاحب نے کہا کہ میں جا کر ان کو تہس نہس کردوں گا ایسی بات سناؤں گا کہ سب توبہ کرلیں گے ورنہ میں ان کا ڈٹ کر مقابلہ کروں گا' شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے منع فرمایا کہ تم نہ جاؤ تمہارا کام نہیں ہے۔ بڑوں کی بات مان لینی چاہئے' دیکھئے بڑوں کی بات ماننے میں بڑی بھلائی ہے اب بتایئے اس زمانے کا بھی مولوی نہیں ہے بلکہ

اس وقت کا جب کہ دہلی میں خانوادہ ولی اللٰہی غالب تھا کیسے کیسے حضرات اس وقت تھے لیکن وہ مولوی صاحب نہیں مانے چلے گئے وہاں پہنچے اور دیکھتے ہی اس گمراہ ملنگ نے کہا اچھا تو بھی آگیا ہے چل چار ابرو کا صفایا کر' اور بیٹھ ان کے ساتھ بس اتنا کہا اس کی آواز کان میں پہنچی اور وہ مولوی صاحب سب کچھ بھول گئے اور وہاں ان کے یہاں جو نائی اس گمراہ ملنگ کی طرف سے بیٹھا رہتا تھا اس کام کے لئے' اس نے ان کی داڑھی مونڈھی' مونچھیں مونڈھیں' بھنویں مونڈھیں' سر کے بال مونڈھ کر چار ابرو کا صفایا کر کے ان **ملنگوں** میں شامل کردیا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو عین اس وقت کشف ہوا اور اپنے درس میں فرمایا کہ میں نے منع کیا تھا ان مولوی صاحب کو کہ تم نہ جانا' تمہارے بس کی بات نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی انہیں میں شامل ہوجاؤ مجھے ابھی ابھی منجانب اللہ معلوم ہوا ہے کہ چار ابرو کا صفایا کر کے وہ مولوی صاحب بھی گمراہ ملنگوں میں شامل ہوگئے ہیں۔

تو عزیزان من! گمراہی دور حاضر میں عام ہے یہ میں آپ کو بتا چکا ہوں اور حق کے اندر باری تعالیٰ نے شان مُرور کی رکھی ہے حق میں دو شانیں ہیں مرور کی بھی اور مُرّکی بھی' اس میں تلخی بھی ہوتی ہے اور گردش بھی ہوئی ہے اب تو جو اہل حق کہلانے والے ہیں وہ بھی اپنی جگہ سے ڈگمگا سے گئے ہیں میں باادب عرض کررہا ہوں بلا تحقیق کے ہر کس و ناکس کی صحبت

میں بیٹھنا' ہر کس و نا کس کی کتاب دیکھنا' ہر کس و نا کس کی بات سننا' اپنی حفاظت کو ضائع کرنا ہے جو حفاظت کی خلعت ذات باری تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس حفاظت کی خلعت کو ضائع کرنا ہے۔ اب وقت نہیں رہا کہ ہر کس و نا کس کی بات سنی جائے' ہر کس و نا کس کے پاس جایا جائے' ہر کس و نا کس کی صحبت میں جا کر بیٹھا جائے' بہت احتیاط کا وقت ہے' بہت احتیاط کا وقت ہے اس زمانے میں سب سے بڑی خدمت اور سب سے بڑی تبلیغ یہ ہے کہ انسان اپنے ایمان کو اپنی قبر میں ساتھ لے جائے اب تو ایمان کے لالے پڑے ہوئے ہیں تفصیل کا وقت نہیں ہے اب ایسا بھی ہوگیا ہے "شکل مومناں کرتوت کافراں" اور ایسے روپ کے اندر لوگ آپ کی ملک میں آچکے ہیں آپ کو معلوم نہیں' اہل تحقیق کو تو علم ہے۔ لیکن عامتہ المسلمین کو علم نہیں کہ یہ لوگ کون ہیں اور کس لبادہ کے اندر ہیں اس لئے بھائی خدارا کان کی حفاظت کیجئے۔

زبان کی حفاظت

اور زبان کی بھی حفاظت کیجئے حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ہر کس و نا کس سے ملنا ہر قسم کی گفتگو کرنا اور گفتگو میں احتیاط نہ برتنا میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں یہ صاحب نسبت نہیں ہو سکتا اور صاحب نسبت بننا

فرض ہے کسی نفل عادت و عبادت میں گفتگو نہیں ہو رہی نسبت مع اللہ کا حاصل کرنا فرض ہے اس کے لئے زبان کی احتیاط بے حد ضروری ہے بعض دفعہ انسان اپنے غصے کا اظہار زبان سے کرکے اپنی زندگی کو اور گھر کی زندگی کو تباہ و برباد کرلیتا ہے اور سکوت میں بڑا بھلا ہے بڑی خیر رکھی ہے اللہ تعالیٰ کے رسول کے الفاظ ہی دیکھ لیجئے۔ ''مَنْ صَمَتَ نَجَا'' یعنی سکوت کا ثمرہ یہیں بتلا دیا گیا کہ نجا ہے یعنی نجات ہے سکوت بہت بڑی چیز ہے اور تمام محققین نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ بولنے سے چپ رہنا افضل ہے اور جب چپ ہی رہنا ہے تو اس چپ رہنے سے ذکر کرنا افضل ہے؟ اور روحِ ذکر کیا ہے روحِ ذکر شکر محض ہے کہ جس ذات نے ذکر کی توفیق دی اس کی قدر دانی کی جائے اپنا نام مبارک لینے کی توفیق دی' کیا تم اس قابل تھے کہ اپنی ناپاک زبان سے ان کا نام مبارک لے سکو تو روحِ ذکر شکرِ محض ہے محققین تسلیم کرتے ہیں اس بات کو کہ بولنے سے چپ رہنا افضل ہے اور جب چپ ہی رہنا ہے تو ذکر اس سے افضل ہے۔

عُجب کا تریاق

ذکر میں لگنے کے ساتھ اب شعاعیں پھوٹنی چاہئے' شکر کرنا چاہئے اور شکر تریاق ہے عجب کا' مجھے میرے حضرت نے تین تریاق عطا فرمائے اور

تریاق میں ایک خاصیت ہوتی ہے کہ انسان کا زہر اس سے ختم ہو جاتا ہے جب کسی کے پاس تریاق ہوتا ہے تو کوئی زہر اور زہر آلودہ چیز اس پر اثر نہیں کرتی تو تین تریاق حضرت نے عطا فرمائے۔ خود پسندی' عجب' خود بینی کا تریاق شکر ہے جب بندہ شکر محض میں لگ جاتا ہے اور شاکر محض ہو جاتا ہے اور شکر میں اپنے وجود کو مٹا دیتا ہے تو اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے خود پسندی سے بچ جاتا ہے۔

کبر کا تریاق

اور کبر کا' تکبر کا بھی تریاق حضرت دے گئے وہ ہے حالت کے بدل جانے کا خوف' تریاق کبر اس مسیحائے باطن نے یہ بیان فرمایا کہ حالت کے بدل جانے کا خوف دامن گیر رکھو کبھی اس بات کو نہ بھولو' کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ڈگمگا جاؤں کس بات پر آپ ناز کر رہے ہیں بارگاہ عزت و ناز کے اندر سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ کسی کا ناز چلے وہاں تو سراسر نیاز کی ضرورت ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ان کی بارگاہ میں ہر شے موجود ہے مگر ایک چیز نہیں ہے وہ بندوں کی نیازمندی ہے' نیازمندی کے ساتھ آجاؤ' باقی ان کا دربار لے لو' دربار کی ہر شے لے لو' ہر چیز لے لو۔ ناز کیسا! ناز تو صرف انہی کی ذات کیلئے زیبا ہے اور کسی کے لئے زیبا نہیں۔ کیسی عجیب بات حضرت

نے ارشاد فرمائی کہ تکبر جسے کبر کہتے ہیں اصطلاح میں اس کا تریاق حالت کے بدل جانے کا خوف ہے حالت کے بدل جانے کا خوف یہ لگا رہنا چاہئے' دامن گیر رہنا چاہئے آپ اپنی حالت پر ناز کرتے ہیں توبہ کیجئے بہت لوگ ڈگمگا گئے الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! ہدایت کے بعد گمراہی سے پناہ مانگی گئی ہے اگر گمراہی کے بعد ہدایت ہو یہ تو کوئی بات ہے اور ہدایت کے بعد گمراہی یہ پناہ مانگنے کی چیز ہے۔ خواجہ صاحبؒ حضرت والا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے محبوب خلیفہ تھے اور حضرت نے ان کو بزرگ فرمایا ہے خواجہ صاحب مجذوب ہیں تخلص بھی حضرت والا نے عطا فرمایا ہے حضرت نے ان کو بزرگ تسلیم کیا ہے بزرگ سے مراد ہے صاحب نسبت یعنی ولی کامل' لیکن کیا بات حضرت نے فرمائی خواجہ صاحب بن کے بگڑنا چاہتے ہو خواجہ صاحب کی حالت غیر ہو گئی پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے یعنی ہم اس ملفوظ کا ترجمہ اپنے لئے کیا کریں یعنی ہدایت کے بعد گمراہ ہونا چاہتے ہو یہ ہمارے لئے ہے بعد ہدایت کے گمراہ ہونا چاہتے ہو توبہ کرو۔

رجوع کرو اللہ سے خدا کی قسم ہماری مشکلات کا حل رجوع الی اللہ میں ہے ان کی بارگاہ میں آج تک وہ شخص محروم نہیں ہوا جس نے رجوع کیا۔ لہٰذا رجوع الی اللہ کرو' ارے جس کو دیکھو مرجع بننا چاہتا ہے اور راجع بننا نہیں چاہتا نالائقی کی بات ہے کہ مرجع بننا چاہتا ہے اور راجع بننا نہیں' یعنی سب مجھ سے رجوع کریں' انانیت تو دیکھو ارے جب تک انا ختم

نہیں کرو گے فنا حاصل نہیں ہو گی۔ انا اور انا کے ساتھ تمہیں مل جائے فنا یہ نہیں ہو سکتا بلکہ برباد برباد ہو جاؤ گے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا آج تک ان کی بارگاہ میں کسی کی انا کو پسند نہیں کیا گیا ارے ان کو تو جانے دیجئے صحابہ کرام کا حنین میں اتنا سا خیال ناپسند ہوا کہ جلدی مدینہ طیبہ چلے جائیں گے، آج ہم مسلح ہیں، بارہ ہزار کی تعداد میں ہیں، تعداد پر نظر چلی گئی، اسلحہ پر نظر چلی گئی، یکجہتی پر نظر چلی گئی، قرآن مجید نے اس کو عجب قرار دیا۔ اور یہ مرجع بننا چاہتا ہے اور راجع ہے نہیں، ارے! راجع بن تیری مشکلات کا حل رجوع الی اللہ میں ہے دو چار آدمی جھک کر تجھ سے سلام دعا کر لیں تو تیرا نفس دنبہ ہو جاتا ہے کتے کی طرح پھول جاتا ہے یہ نہیں دیکھتا تیرے اندر پیشاب ہے، تیرے اندر گو بھرا ہوا ہے، تیری بغلوں سے بدبو آرہی ہے تیرے چڑے سڑ رہے ہیں اندر کا بنیان نکال کر پھینکے تو لوگوں کو الٹی آئے، مرجع بننا چاہتا ہے راجع بن وہ جس کو چاہیں گے راجعین میں سے مرجع بنا لیں گے۔ کیا فرمایا حضرت والا تھانویؒ نے کہ خواجہ صاحب کیا بن کے بگڑنا چاہتے ہو اور ہمارے لئے کیا ہے کہ بعد ہدایت کے گمراہ ہونا چاہتے ہو۔ اس بات سے پناہ مانگی گئی ہے اور پھر اعمال کی ترقی کیلئے ذات باری تعالیٰ سے سوال کیا گیا ہے ایک تو ہمیں ہدایت کے بعد گمراہی سے بچا لیجئے اور ہم اپنی اصلی حالت پر قائم رہیں اور صاحب اعمال بنے رہیں اور فضائل سے مزین رہیں۔ اے الہ العالمین یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے

اپنے پاس سے اس کیلئے رحمت خاصہ عطا فرمائیے۔

لغو کلام کا اثر

زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے ضابطے میں جو شخص بڑا ہو دینی لحاظ سے تو ہے ہی چاہے دینوی لحاظ سے بڑا ہو اکرام کرو اس کا اور جانور کے ساتھ بھی اہانت کا تحقیر کا برتاؤ مت کرو۔

ہندوستان میں ہندو جو ہولی کھیلتے ہیں پچکاریاں رنگ برنگ کی ایک دوسرے پر پھینکتے ہیں کم بخت' حضرت تھانویؒ نے فرمایا دشمنان اسلام میں یہ ہنود یہود سے بدتر ہیں۔ مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا اور انشاء اللہ ثم انشاء اللہ ان کا بھی وقت آئے گا' حضرت نے وصال سے دو روز پہلے فرمایا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا ہے کہ جو قوم یہاں سے ہجرت کرکے جائے گی وہ یا اس کی نسل' فاتح کی حیثیت سے واپس آئے گی حضرت کو ہنود سے بڑی تکلیف تھی' ان کے مظالم سب حضرت کے سامنے تھے الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!

زبان کی حفاظت بے حد ضروری ہے تو ہولی کے دن ایک گدھا گزر رہا تھا ایک اچھے خاصے بزرگ تھے ان کی زبان سے بے احتیاطی ہوگئی انہوں نے اس گدھے سے کہا ارے تیرے ساتھ کسی نے ہولی

نہیں کھیلی تجھ پر رنگ کسی نے نہیں پھینکا پان کھا رہے تھے بیڑا منہ میں تھا پان کا' تو انھوں نے پان کی پیک اس پر ڈال دی کہ جا تیرے اوپر بھی رنگ آگیا بس جی یہ کرنا تھا الامان والحفیظ فوراً ان کی نسبت سلب ہوگئی اندازہ فرمایئے' دیکھا زبان سے کیا کلمات نکلے اور کوئی معمولی آدمی نہیں ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے اس زمانے کے عام آدمی کا مقابلہ اس زمانے کے خاص آدمی بھی نہیں کرسکتے وہ دور ایسا دور تھا ولایت ان کی سلب ہوگئی نہ معلوم کتنے عرصے کے بعد اور بہت رونے دھونے کے بعد' بہت التجائیں کرنے کے بعد' بہت دعائیں کرانے کے بعد اہل نظر اہل دل سے' نہ معلوم کتنی دعائیں کرائیں' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو ولایت کی وہ کیفیت واپس عطا فرمائی۔

حسد کا تریاق

میرے حضرت مجھے تین تریاق دے گئے عجب کا تریاق' شکر محض اور کبر کا تریاق حالت کے بدل جانے کا خوف دامن گیر رکھنا اور بھئی معاشرے کے اندر حسد' جلن اور سورش عام ہے۔ اور کہتے ہیں ہم تو موحد ہیں ارے کاہے کے موحد ہو کیا تم توحید و سنت پر ہو؟ کیا تمہارے جیسے آدمی توحید و سنت پر ہوتے ہیں **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** تمہیں ہوا بھی نہیں لگی

توحید و سنت کی۔ تقسیم خداوندی پر تم معترض ہو۔ عطائے خداوندی پر تم براہ راست اعتراض کررہے ہو ایک آدمی کو اچھی حالت میں دیکھتے ہو بجائے اس کہ خوش ہونا چاہئے ماشاء اللہ کہنا چاہئے نہیں جلن اور جلن بھی کیسی کہ یہ تمنا ہے اس کی اچھی حالت روبزوال ہوجائے اور پریشانی میں مبتلا ہوجائے کس کے ساتھ حسد کا معاملہ ہے اپنے دینی بھائی کے ساتھ حسد ہے' اس دھرتی کے اوپر سب سے پہلا جو گناہ ہوا وہ حسد کا ہوا اور جس کا نتیجہ قتل کی صورت میں بر آمد ہوا دیکھ لیجئے ہابیل اور قابیل کے واقعات۔ اور حضرت نے حسد کا عجیب تریاق عطا فرمایا یہ حضرت مسیح الامت کی تحقیق ہے اور کسی کی نہیں۔ فرمایا کہ آج تک کسی سخی کو ہم نے حاسد بنتے نہیں دیکھا' اسخیاء میں سے آج تک کوئی حاسد نہیں ہوا جب کبھی حاسد ہوتا ہے تو بخلاء میں سے ہوتا ہے' بخیل اور کنجوس ہوتا ہے تو تریاق حضرت نے حسد کا کیا دیا حسد کا تریاق یہ بیان فرمایا کہ سخاوت کو اپنالو حسد سے بچے رہو گے اور حسد حابط اعمال ہے جنگل کی سوکھی لکڑیاں جس طرح آگ پکڑلیتی ہیں اور وہ لکڑیاں جل کر بھسم ہوجاتی ہیں اس سے کہیں بری طرح حاسد کے اعمال خراب ہوجاتے ہیں۔

حفاظت زبان فرض ہے

زبان کی حفاظت کیجئے کیا احتیاط فی الکلام سنت ہے یا مستحب ہے؟

نہیں بلکہ فرض ہے آپ احتیاط فی الکلام پر فرض کا ثواب لیں گے اگر ایمان کی حفاظت کی نیت سے آپ سکوت اختیار کریں گے کہ کسی طرح میرا ایمان بچ جائے انشاء اللہ آپ کو فرض کا ثواب ملے گا یاد رکھئے جتنا بڑا ثواب ہوتا ہے اتنی بڑی رضا حاصل ہوتی ہے۔

اکابر کی احتیاط فی الکلام

زبان کی حفاظت کیجئے میں آپ کو ایک بات اور بھی عرض کردوں روزی کی مشکلات، معاشرے میں بدنامی، لوگوں کی نظروں میں گرا ہوا ہونا، نعمتوں سے محرومی وغیرہ وغیرہ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے اس کا اصل سبب زبان کی بے احتیاطی ہے اسی لئے عام مبتدی حضرات کو ذکر غیر کو تو جانے دیجئے ذکر خیر کی بھی مشائخ نے اجازت نہیں دی جب تک نسبت اچھی خاصی حاصل نہیں ہوگی وعظ کہنے سے بھی ہمارے اکابر نے روکا ہے ہم تو کیا ہیں چہ پدی چہ پدی کا شوربہ ہماری کیا حیثیت ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب دعاجو بیعت ہونے کے لئے حضرت تھانویؒ کے پاس پہنچے ہماری جماعت تبلیغ کے اکابرین میں سے ہیں حضرت نے فرمایا بیعت کی ایک شرط ہے کیونکہ ان کا وعظ شہرہ آفاق ہوتا تھا اور میں نے ان کے ہاں

کھانا بھی کھایا ہے دعوت بھی انہوں نے میری کی ہے ہمارے یہاں تشریف بھی لائے ہیں ٹنڈو آدم میں برسہا برس ان کا قیام بھی رہا عجیب و غریب بزرگ تھے ان کے اخلاص و احسان کا بڑا درجہ تھا لیکن یہ واقعہ انہوں نے مجھے خود سنایا کہ میں بیعت کیلئے حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا وعظ چونکہ شہرہ آفاق تھا ایک ایک وعظ میں ہزاروں افراد نادم اور تائب ہوتے تھے حضرت تھانویؒ نے فرمایا آپ کیلئے بیعت کی شرط یہ ہے کہ وعظ کہنا آپ کو چھوڑنا پڑے گا بے شک آپ غور کرلیجئے یہاں غور کرلیجئے یہاں سے جانے کے بعد غور کرلیجئے اور آخری دور ہے یہ حضرت کا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دعا جوؒ فرماتے تھے کہ میں واپس آگیا اور اس سوچ میں تھا کہ خلق خدا کو میرے وعظ کہنے سے اس قدر نفع ہوتا ہے اور یہ نفع کی صورت بند ہوجائے گی بس اسی سوچ میں تھا کہ حضرت کا وصال ہوگیا اور میں حضرت تھانویؒ کی بیعت سے محروم ہوگیا اب جو میری حالت بگڑی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے وعظ میں تسلسل نہ رہا مضامین کی آمد نہ رہی ڈگمگا گیا۔ حالت غیر ہوگئی کہ کیا کروں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دعا جوؒ سندھیلہ پہنچے وہاں حضرت تھانویؒ کے ایک پرانے خلیفہ تھے شیخ ثامن علیؒ ان سے جاکر عرض کیا ان کی دعا و توجہ حاصل کی ان سے بیعت ہوئے تب جا کر گھتی سلجھی فرمایا کرتے تھے کاش میں حضرت حکیم الامت کی بات مان لیتا بعد میں یہ اطلاع ملی کہ حضرت نے وصال سے پہلے یہ فرمایا تھا کہ شاہ

عبدالعزیز کاش میری بات مان لیتے تو میں ان کو وعظ کی اجازت بعد میں دے دیتا اور اس وقت خلق خدا دیکھتی کہ وعظ کسے کہتے ہیں۔

نسبت کا احترام

حضرت تھانویؒ کا دربار بڑا عالیشان دربار تھا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بغیر اجازت اور بے وقت نارنگیوں کا ٹوکرا سر پر رکھ کر خانقاہ امدادیہ میں حاضر ہوئے اور شاہ جی نے کہا کہ میں فلاں ہوں حضرت کھڑے ہوگئے جس وقت حضرت کھڑے ہوئے ہیں شاہ جی کے اوپر رعب تاری ہوگیا وہ ٹوکرا نارنگیوں کا جو ہدیئے میں لائے تھے وہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور سہ دری شریف میں نارنگیاں بکھر گئیں۔ سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ نے عرض کیا حضرت ضابطہ توڑ کر آیا ہوں مجدد تھانویؒ نے فرمایا آپ کیلئے کوئی ضابطہ نہیں میرے پیش نظر آپ کی نسبت ہے۔ مسیح الامت نے فرمایا اپنے منصب و نسبت کا لحاظ رکھ کر معاملہ کرو اور دوسرے کا منصب و نسبت دیکھ کر اس کے ساتھ برتاؤ کرو۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا آپ کا بغیر اجازت آنا کرم فرمائی ہے اور بے وقت آنا کرم فرمائی ہے اور بے ضابطہ ہدیہ لانا کرم فرمائی ہے اشرف علی کیلئے یہ سعادت ہے اور حضرت نے اپنے گھرانے میں ایک ایک نارنگی تبرک بھیجی کہ یہ شاہ جی لے کر آئے ہیں ان

کا تبرک ہے یہ آل فاطمہ ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک لاٹھی سے سب کو ہانکا جائے نسبت کو دیکھا جاتا ہے جیسے میرے نانا فرمایا کرتے تھے ہنسلی نہ دیکھو پسلی دیکھو پسلی کو دیکھا جاتا ہے یہ نسبت کا دیکھنا پسلی کا دیکھنا ہے، پسلی کا دیکھنا نسبت کا دیکھنا ہے۔ الغرض زبان کی حفاظت کیجئے واہ رے میرے مسیحا کیا بات ارشاد فرمائی آنکھ کان زبان دل کے استعمال کا جائزہ لیتے رہنا۔

دل کی حفاظت

رہ گیا دل یہ تو آپ کا ہے ہی نہیں۔ اللہ بھی ایک اور دل بھی ایک اسی لئے مشائخ صوفیہ نے قلب کو بیت اللہ لکھا ہے قلب کو کیا لکھا ہے؟ بیت اللہ اور اس میں نور اللہ ہونا چاہئے حضرت فرماتے تھے اگر بیت اللہ میں نور اللہ ہو بس مسئلہ حل ہوگیا۔ ایک بزرگ فرماتے تھے میں نے دل کی چوکھٹ پر بیٹھ کر چالیس سال پہرہ دیا ہے کہ خیال غیر اس میں نہ جانے پائے اور الحمد للہ میں کامیاب ہوا میں نے غیر محبوب کے خیال کو وہاں داخل نہیں ہونے دیا دل کی چوکھٹ بیت اللہ کی چوکھٹ ہے بیت اللہ میں نور اللہ ہونا چاہئے یہ مرکز تجلیات ہے اس میں تو بھائی انوار الٰہی ہونے چاہیں اور قلب مومن ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش اعظم ہے۔ اللہ بھی ایک اور دل بھی ایک اور زبان بھی ایک سبحان اللہ! سبحان اللہ! اس

کے اندر غیر کو مت گھسنے دینا کیونکہ یہ تو بھئی آماج گاہ حق ہے خواجہ صاحب نے فرمایا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
اک تم سے کیا محبت ہوگئی
ساری دنیا ہی سے نفرت ہوگئی
اب تو عزت میں بھی ذلت ہوگئی
لی فقیری بادشاہت ہوگئی

خواجہ صاحب نے اس میں اپنے مقام کو بیان فرمایا ہے حضرت والا نے فرمایا میرے یہاں اشعار پر انعام دینے کا طریق نہیں اگر ہوتا اور میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو خواجہ صاحب میں آپ کے اس شعر کو ایک لاکھ روپیہ دے کر لے لیتا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

خلوت در انجمن

اور اسلام نے خلوت در انجمن کا فلسفہ پیش کیا ہے اسلام غار و کوہ کی

اور صحرا کی خلوت کو ناپسند کرتا ہے "خلوت در انجمن" سب میں ہے بیوی بچوں میں ہے ناگواریاں برداشت کر رہا ہے لیکن ذات بار تعالیٰ کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور خلوت محضہ اس امت کیلئے ناپسند کی گئی حضرت علیؓ نے فرمایا اس امت کے آخری دور میں خلوت فتنہ کا سبب ہوگی اور نجاست کا سبب ہوگی خلوت محضہ کی ضرورت نہیں آپ مسجد میں بیٹھے ہیں اعتکاف کی نیت سے بیٹھے ہیں دینی مجالس میں اور مجالس ذکر میں آپ حاضر ہیں تعلق مع اللہ آپ کو حاصل ہے صحیح خلوت آپ کو حاصل ہے۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

مخلوق سے توقعات رکھنا سمّ قاتل ہے

ہر تمنا کہاں سے رخصت ہوئی؟ دل سے، یہ نہیں کہ اس سے بھی توقع اور اس سے بھی توقع ارے جانے د[illegible]ہاں تو کہہ رہے ہیں کہ تمنا دل سے رخصت ہوگئی اور توقعات سب [illegible] لگی ہوئی ہیں بلکہ تعلق صرف ان سے ہونا چاہئے۔ یاد رکھئے مخلوق سے تو[illegible]ت توکل کے خلاف ہے میرے حضرت نے فرمایا توقعات سم قاتل ہیں یعنی ایسا زہر ہے جو قتل کرنے والا زہر ہوتا ہے، توقعات سنکھیا ہیں ایسا زہر جس سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے تباہ و

برباد ہوجاتا ہے۔ ارے صاحب ہم تو یہ توقع لے کر گئے تھے انہوں نے تو کوئی رخ دے کر بات ہی نہیں کی، کہتے ہیں کہ موڈ آف تھا **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ارے راجع بنو بھائی راجع بنو، اللہ سے رجوع کرنے والے بنو، ان قصوں کو چھوڑو، مخلوق پرستی کو چھوڑو، کیا مخلوق تمہیں نوازے گی، لاکھ اس کی پرستش کرلو، کوئی تمہیں نہیں نوازے گا، مخلوق کا تعلق خالق سے مملوک کا تعلق مالک سے ہونا چاہئے وہی ہمارے مالک ہیں وہی ہمارے خالق ہیں وہ ہمارے بنانے والے ہیں وہ ہمیں ضائع نہیں کریں گے وہ ہمیں ضرور نوازیں گے، توقعات کسی سے نہیں رکھو توقعات کے ساتھ صحیح معنوں میں آدمی ذاکر بھی نہیں ہو سکتا۔

میں نے اپنے حضرت کو چالیس سال دیکھا اور چالیس سال میں ایک بات اور ایک واقعہ بھی ایسا سامنے نہیں آیا کہ اپنی ضرورت کا اظہار کسی بھی عنوان سے کیا ہو۔ مدرسے کے بارے میں لوگ سوال کرتے تھے فرمایا کرتے کہ مدرسہ آپ کے سامنے ہے جا کے دیکھ لیجئے۔ سفر میں رقومات پیش کی جارہی ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ سفر اس لئے نہیں ہے اگر اس سعادت میں آپ کو حصہ لینا ہے تو پہنچا دیجئے، آپ کا اپنا کام ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دین کا کام ہر مسلمان کا کام ہے۔ میں نے چالیس سال کے اندر نہ ایک بات سنی اور نہ کوئی ایسا واقعہ سامنے آیا انتہائی اس کے خلاف تھے کہ اس طرح سے لوگوں سے توقعات رکھی جائیں توبہ! توبہ!

ہائے' ہائے میں نے اس مردولی کو دیکھا' اینٹیں اٹھاتے ہوئے اور مزدوروں کے ساتھ مدرسے کی تعمیر میں کام کرتے ہوئے باوجود یہ کہ نحیف الجثہ اور انتہائی لطیف المزاج تھے ضعف کا زمانہ ہے لیکن جب وقت ملتا تھا مزدوروں کے ساتھ کام میں لگ جاتے تھے اور بدن مبارک اتنا نازک تھا کہ تھوڑی سی اینٹیں اٹھانے کے بعد بھی ہاتھوں سے نشانات کئی کئی روز تک نہیں جاتے تھے اور حرمین شریفین میں بعض مساجد کی مرمت کا کام جاری تھا مقامات مقدسہ میں جہاں کہیں تعمیر یا مرمت کا کام جاری ہوتا تھا خاموشی کے ساتھ کچھ نہ کچھ تعاون اور حصہ اس کام میں لے لیتے تھے اور کبھی اس کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔

ذاکرین کا مقام

دل کی حفاظت کیجئے اس میں ان کے غیر کو نہ آنے دیجئے یہ چیز ان کی ہے اور انہی کیلئے ہے' اس کو غیر اللہ کی کالونی نہ بنائیے' اس میں اللہ ہی کو رکھئے۔ اس بیت اللہ میں تو نور اللہ ہونا چاہئے اور نور اللہ کیلئے ذکر اللہ کی ضرورت ہے۔ ذکر کا بڑا درجہ ہے۔ سب سے بڑی چیز اللہ کا ذکر ہے اور کتنا بڑا درجہ ہے ذکر کا اور ذاکرین کا کہ ذات باری تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو اور اپنی جان کو مقید کر دیجئے یعنی جم کے بیٹھئے ان نفوس کے

پاس جو صبح و شام ہمیں پکارتے ہیں اور ہمارا ذکر کرتے ہیں جب یہ وحی نازل ہوئی آپ باہر نکلے کہ میں اہل ذکر کو تلاش کروں اللہ اکبر جب باہر تشریف لائے تو مسجد نبوی کے آخری حصہ کے اندر چند صحابہ اللہ کے ذکر میں مشغول تھے ان کے پاس آکر بیٹھ گئے اور فرمایا سب تعریفیں میرے اللہ کیلئے ہیں کہ جس نے میری امت میں ایسے اہل ذکر پیدا فرمائے کہ جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم فرمایا اس سے اندازہ لگائیے کہ اہل ذکر کا کیا مقام ہے اور ذکر کتنی اونچی چیز ہے۔

خلاصہ وعظ

میرے حضرت نے فرمایا کہ آنکھ' کان' زبان اور دل کے استعمال کا جائزہ لیتے رہنا یہ نہیں کہ ایک آدھ دفعہ لے لینا بلکہ لیتے رہنا یعنی ہمیشہ لیتے رہنا اور ہمیشہ جائزہ لینا چاہئے کہ ان چاروں چیزوں میں استعمال کے اعتبار سے اعتدال قائم ہے یا نہیں اللہ کے دیئے ہوئے اختیار کے ساتھ کہیں غلط استعمال تو نہیں کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں کہ ان نعمتوں کی ہم حفاظت کریں دراصل ان نعمتوں کی حفاظت ایمان کی حفاظت ہے اور ایمان کی ترقی اس پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ ہماری آنکھوں کی بھی حفاظت فرمائے' کانوں کی بھی حفاظت فرمائے' زبان کی بھی حفاظت فرمائے' اور دل کی

بھی حفاظت فرمائے‘زبان ترجمان قلب ہے اور زبان پر وہی بات آتی ہے جو دل میں ہوتی ہے یہ زبان تو بھئی اللہ کے ذکر کے لئے ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے جس کو چار نعمتیں اللہ تعالیٰ عطا فرما دیں وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی بادشاہت اس کو دے دی زبانِ ذاکر‘ قلبِ شاکر‘ بدنِ صابر اور زوجہِ ناظر‘ شوہر کے مال میں نہ خیانت کرے نہ اسے ضائع کرے‘ بلکہ سنبھال کر رکھے شوہر کی ہر چیز کو اور اپنی آبرو کو‘ اور بچوں کی اچھی تربیت کرے۔میری بیٹیاں! میری بچیاں اور میری دینی بہنیں! ذرا غور فرمائیں کہ کتنی بڑی سعادت ذات باری تعالیٰ نے عورتوں کو عطا فرمائی کہ اس حدیث میں ان کا بھی ذکر آگیا اللہ تعالیٰ جس بندہ کو یہ چار نعمتیں دے دیں فرمایا کہ ساری دنیا کی بادشاہت اس کو مل گئی زبانِ ذاکر‘ قلبِ شاکر‘ بدنِ صابر‘ زوجہِ ناظر‘ اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں ہر مسلمان کو عطا فرمائیں۔ آنکھ کان زبان اور دل کی حفاظت کیجئے اور اس کے استعمال کا جائزہ لیجئے اگر کوئی بات انیس بیس پائیں‘ کمی بیشی دیکھیں تو اس کو کمال اعتدال پر لے آیئے اور کمال اعتدال پر لانا اور کمال اعتدال کا حاصل کرنا اختیاری ہے آپ **مکلف** و پابند اختیاری کے ہیں غیر اختیاری کے نہیں ہیں۔اگر کوئی بات آپ کو غیر اختیاری معلوم ہو تو پوچھ لیجئے غیر اختیاری کے درپے نہ ہو جائیں اور اختیاری میں کوتاہی نہ کریں حضرت والا نے فرمایا کل سلوک ۔ اور کل صراط مستقیم یہ ہے کہ اختیاری

میں کوتاہی نہ کرے اور غیر اختیاری کے درپے نہ ہو۔ دیکھئے کتنا بڑا مسئلہ حل ہوگیا اللہ اکبر اور غور سے سنئے جو کام اختیاری ہوا کرتا ہے وہ آسان ہوا کرتا ہے اور جو غیر اختیاری ہوا کرتا ہے وہ مشکل ہوا کرتا ہے ہمیں مشکل سے بچا دیا اور آسانی سے ہم کنار کردیا۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوشگوار ازدواجی زندگی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے چند دن سے سکھر میں زن و شوہر کے تعلقات بہتر ہونے کی تدابیر اور اس کے فوائد پر بات چل رہی تھی۔

میاں بیوی کا رشتہ.... اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت....

حضرت والا نے ایک بات پر زور دیا کہ آپ کی بیوی' وہ صرف آپ کی بیوی ہی نہیں ہے بلکہ اللہ کی بندی بھی ہے۔ نہ آپ کی ملازمہ ہے' نہ نوکرانی ہے' نہ شرعی باندی ہے' بلکہ تیری دوست ہے۔ اور دوست بھی ایسی دوست ہے جو آپ کے ایمان کی محافظہ ہے۔ ذات باری تعالیٰ اس کے ذریعے آپ کے ایمان کی حفاظت فرماتے ہیں۔ عجیب و غریب حق تعالیٰ نے

یہ زن و شوہر کا' میاں بیوی کا رشتہ رکھا ہے۔ اور اعتدال کے ساتھ بزرگوں کے مشورے کے ساتھ اصلاح کے اہتمام کے ساتھ یہ تعلق اگر چلتا رہے تو جوں جوں عمر بڑھتی جائے گی اس تعلق کے فوائد اور منافع سامنے آتے جائیں گے اور یہ تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے گا۔

ایک شخص جو بڑی عمر کے تھے ان کی بیوی فوت ہوگئی تو بچے رو رہے تھے۔ ہائے! امی کا انتقال ہوگیا' ہائے امی فوت ہوگئیں۔ ماشاء اللہ بچے سمجھدار تھے۔ اور شادی شدہ تھے۔ ان کے والد نے کہا کہ تمہارا غم تو صرف تین دن کا ہے پھر اپنی اپنی بیویوں کے پاس' اپنے اپنے بچوں کے پاس مزے سے رہو گے اور سب بھول بھال جاؤ گے کہ امی کہاں چلی گئیں۔ اصل غم تو میرا ہے ارے تمہاری تو امی گئیں اور میری اماں گئیں۔ میرے اس بڑھاپے میں کون ساتھ دے گا! حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ جوانی میں بیوی جورو ہوتی ہے اور بوڑھاپے میں اماں ہوتی ہے۔

ایک سبق آموز حکایت

ایک شخص بیوی پر ظالمانہ برتاؤ کرتے تھے۔ قدرت خدا کی کہ وہ مفلوج ہوگئے۔ جسے کہتے ہیں کہ فالج گر گیا' اور تنگ ہوگیا اور جب وہ معذور ہوگئے تو پیشاب' پاخانے سے بھی معذور ہوگئے۔ بستر پر پیشاب پاخانہ ہوگیا۔

وہی بیوی جس سے شکایات تھیں بے چاری دن میں کئی بار پیشاب کراتی تھیں، کئی بار پاخانہ کراتی تھیں اور پیشاب، پاخانہ اٹھاتی تھیں۔ چھوٹا بڑا استنجاء کراتی تھیں۔ اب اس معذوری میں شرمسار ہوگئے۔ اور کہنے لگے کہ اللہ کے لئے تو مجھے معاف کردے۔ میں نے تجھ پر بہت زیادتی کی ہے۔

میاں بیوی کا تعلق بڑا عجیب تعلق ہوتا ہے اور یہ جوڑا جو ہے انسانوں کا بنایا ہوا نہیں ہوتا خدا کا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ فلاں کا جوڑا ہے۔

حضرت مسیح الامت کی حکایت

۱۹۷۵ء میں میری پیرانی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا جن کو ہم بچپن سے امی جان کہتے تھے سرطان کے مرض میں انہوں نے انتقال فرمایا اور جب وہ معذور ہوگئیں مرض کافی بڑھ گیا۔ سہارن پور، مظفر نگر، میرٹھ کے علاج کے بعد دہلی میں بھی ان کا علاج ہوا اور بالآخر علاج کے قابل بھی نہ رہیں اور صاحب فراش ہوگئیں اٹھنا بیٹھنا مشکل ہوگیا اب دیکھیں تعلقات جب بہتر ہوتے ہیں اور مرضیات الٰہی کے مطابق تو ایسے ہوتے ہیں کہ میں نے ان آنکھوں سے اپنے حضرت کو ان کی نجاست اٹھا کر لے جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور بیٹا اور بیٹیوں سے یہ فرما دیا تھا یہ پردے کی خدمت بیوی کی آپ

لوگوں کے ذمے نہیں ہے میرے ذمے ہے۔ اتنے لطیف المزاج بزرگ، دن میں کئی بار پیشاب کراتے ہیں ان کو، کئی بار ان کی نجاست اٹھاتے ہیں اور شرع شریف کے مطابق استنجاء کراتے ہیں پاک رکھتے ہیں۔ وضو کے وقت وضو کراتے ہیں، تیمم کے وقت تیمم کراتے ہیں۔ اوقات نماز بتلاتے ہیں اور یہ بھی بتلاتے ہیں کہ لیٹ کے نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے اور چارپائی کا رخ کیسا رکھا جاتا ہے اس طرح اس رخ کو پانچوں وقت کرتے ہیں۔

یہ تعلق بڑا عجیب تعلق ہے اور بڑا مرتبہ ہے آپ کی بیوی کا، حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ دنیا کی بیوی جو ہے حسن و جمال اس کا جنت میں پہنچ کر پرانے بہشت سے زیادہ ہو جائے گا۔ اور یہ جنت کی حوروں کی ملکہ ہوں گی۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا جوڑا ہے۔

عورت کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنے کی کوشش نہ کیجئے

اور فرمایا کہ عورت کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ آپ کی ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اور میں ایک بات اور عرض کرتا ہوں۔ دیکھئے مرد پیدا ہوا ہے حکم الٰہی سے، حضرت آدمؑ بغیر ماں باپ کے

پیدا ہوئے۔ اور عورت پیدا ہوئی ہے مرد سے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی جو نیچے والی پسلی ہے اس کو کاٹ کر اماں حوا کو اس سے نکالا گیا۔ اور پھر قدرت الٰہی سے وہ پسلی جیسے تھی ویسے ہی ہو گئی۔ تو یہ تو فطری جوڑا ہے۔ خدائی جوڑا ہے یہ تو اللہ نے جوڑ پیدا کیا ہے۔ قربت اور محبت کے لئے نسل انسانی کے لئے ازدیا دامت حبیب کے لئے

غور فرمایئے۔ ایک بات کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور یہ چھوٹی چھوٹی سی باتیں ہیں۔ کہ کیا ہم سب کے ٹیڑھی پسلی نہیں ہے؟ کیا ہم سب نے آپریشن کروا کے کسی سرجن سے وہ ٹیڑھی پسلی نکال دی ہے۔ کیا اس ٹیڑھی پسلی سیدھا کرنے کی کبھی کوئی کوشش کی گئی ہے۔ تو میرے عزیز! اس کے ٹیڑھے پن کو اگر آپ نے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو وہ سیدھی تو ہوگی نہیں بلکہ ٹیڑھی رہے گی۔ بعض لوگ اپنی نیکی' سمجھداری' دینداری کے مبالغہ میں' میرے الفاظ پر غور کیجئے۔ اپنے ازواج کے اوپر زیادتی کر بیٹھتے ہیں وہ مظلوم عورتیں ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے میں آپ کو ان کا مجاہدہ بتاؤں کہ ان کا مجاہدہ کتنا کامل ہے آپ کا نکاح ہو گیا لیکن نکاح سے پہلے جہاں جہاں آپ کی دوستیاں تھیں جائز یا ناجائز اس کو جانے دیجئے۔ آپ اپنی دوستیوں کو خیرباد نہیں کہتے۔ وہ بے چاری آپ کو قبول کرنے کے بعد جس نے کہ آپ کو دیکھا ہی نہیں وہ جس وقت رخصتی کے ساتھ روانہ ہوتی ہے۔ ماں باپ کو چھوڑ کر' بہن بھائیوں کو چھوڑ کر' جہاں زندگی کے

اس نے پندرہ' بیس' پچیس سال گزارے اس گھر کو چھوڑ کر۔ یک لخت سارے تعلقات کو خیرباد کہہ دیتی ہے کہ نہیں کہہ دیتی؟ یہ اس کی ہجرت مکانی کس قدر مقدس ہے! اسلام اس کی قدر کرتا ہے ایک آپ ہیں کہ اپنے نکاح میں لے لینے کے بعد بھی نہ لونڈوں کو چھوڑیں' نہ لپاڑوں کو چھوڑیں' نہ لپاڑیاں پن کو چھوڑیں' نہ سیرو تفریح کو چھوڑیں' نہ ادھرادھر کے آنے جانے کو چھوڑیں' نہ طبیعت کی آزادی کو چھوڑیں۔ لیکن بہت بڑا ایثار ہے اس کا! بہت بڑا مجاہدہ ہے اور اس مجاہدے کے اندر وہ نمبر آپ سے زیادہ لے گئی۔

عورت میں کمال عفت کا جوہر

آپ یقین جانئے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں صحیح عرض کرتا ہوں اپنے تجربے کی بناء پر کہ عورت کو خیال غیر تک نہیں آتا اور ایک تم ہو کہ اغیار کے خیالوں میں ڈوبے ہوئے ہو۔ باقی کیا آپ نے اس کا ترچھا پن اس کی ترشی پن اور اس کا ٹیڑھا پن کا منشاء پہچاننے کی کوشش کی؟ مثلا بیوی نے کہا رات کو آپ دیر سے آتے ہیں جلدی آیا کریں۔ گالی تو نہیں دی کیونکہ رات تو اس کی ہے۔ منشاء محبت ہے دوست ہے۔ اُگر اس میں کوئی قابل اصلاح بات ہوگی تو اس کی درستگی کے لئے وہ

بات عاجزی و نرمی کے ساتھ پیش کی جائے گی۔ مثلاً بیوی آپ سے یوں کہتی ہے گھر میں کوئی بھی نہیں ہے میں تو ڈر رہی ہوں عشاء کا وقت ہے جماعت قریب ہے۔ میں تو پریشان ہوں گھر خالی ہے۔ آج تو امی بھی گئیں ہوئی ہیں' میری ساس۔ اور نند بھاوج بھی کوئی نہیں ہیں۔ اور آپ کافی دیر میں آئیں گے مجھے وحشت ہو رہی ہے۔ فقہاء نے فرمایا کہ عشاء کی جماعت واجب نہیں ہے۔ اور اس کی چارپائی سے جتنا قریب ہوسکے جائے نماز بچھا کر نماز وہیں پڑھ لو۔

دیکھ لیجئے عشاء کے بعد آدمی ضروریات سے بہت جلد فارغ ہو کر بیوی کے کمرے میں جلد سے جلد پہنچنے کی کوشش کرے۔ یہ واجبات میں سے ہے۔ ضروری ہے یہ بات۔ اکابر نے اتنا اہتمام کیا ہے کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور کافی لیٹ ہوگئے تھے بیوی نے دروازہ بند کردیا اور غصے میں وہ سوگئی لیکن جب یہ پہنچے تو دروازہ نہ کھلوا سکے تو دروازے کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو گئے۔ اور جب فجر کی آذان ہوئی' کہنے لگے بھگوان تو نے اپنا کام صحیح کیا میں اپنا کام کرچکا میں اب اللہ کا فرض ادا کرنے مسجد میں جا رہا ہوں۔ لیکن برا نہیں مانا۔

دوستی کس سے رکھنا چاہئے؟

میں نے زمانہ طلب علمی میں چھوٹا سا تھا اپنے حضرت سے پوچھا! کہ حضرت کسی سے دوستی رکھنی چاہئے یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ آپ سوال کررہے ہیں! اس سوال کی ضروریات ہی کیا ہے۔ جس کو ایسا شیخ' دوست ملا ہوا اس کو کسی دوست کی ضرورت ہی کیا ہے۔ پھر حضرت نے ایک کلیہ بیان فرمایا کہ زنانہ دوستی صرف اپنی بیوی کے ساتھ' مردانہ دوستی صرف اپنے شیخ کے ساتھ۔ بس اس کے علاوہ کسی دوستی کی ضرورت نہیں۔ بھئی یہ بات تو یہاں لکھی ہوئی ہے حضرت مسیح الامت کی! جو قطب الاقطاب تھے اپنے زمانے کے۔ کیا بات فرما گئے!

ہماری دینداریوں کے مبالغہ سے ہمارے گھر کے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ ہماری خشکی کی بناء پر یا تقویٰ کے ہیضے کے بناء پر۔ اور تعلق کسی اللہ والے سے مضبوط اور اچھا تعلیم و تربیت کا ہوتا نہیں اور جب جو سمجھ میں آتا ہے وہ چیز ہم نافذ کرتے ہیں اس بناء پر تعلقات خراب ہوتے ہیں۔

عزیزان من! زن و شوہر کا تعلق جو ہے اس کا نبھانا فرض و واجب ہے' بے حد ضروری ہے۔ لاکھ ناگواریوں کے باوجود۔ بلکہ یہ فرمایا کرتے تھے اگر ناگواری پیش ہی نہ آئے تو بات کیا ہوئی کچھ بھی نہ ہوئی۔

لمحہ فکریہ....

اور عجیب بات بیان فرمائی ایک مرتبہ کہ بیوی ٹیڑھی چلے تو بے فکر رہو۔ وہ اپنی اصلیت پر ہے۔ میرے حضرت مسیح الامت نے فرمایا کہ بیوی ٹیڑھی چلے تو بے فکر رہو وہ اپنی اصلیت پر ہے اور اگر خوشامدانہ انداز اختیار کرے اور بہت زیادہ خادمانہ انداز اختیار کرے تو متفکر ہو جاؤ کہ اصلیت کیسے چھوڑی۔ فرمایا اس کے ٹیڑھے پن پر آدمی پریشان ہوتا ہے اور یہ وقت ہے پریشان نہ ہونے کا۔

ماشاء اللہ برصغیر ہند کی عورتوں میں اللہ نے عجیب عفت اور پاک دامنی عطا فرمائی کبھی بھی وہ خیال غیر کے اندر مبتلا نہیں ہوتیں۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میرے قصبات کی پھواں عورتیں جنتی ہیں۔ قرآن مجید نے عورتوں کی جو شان بیان کی ہے۔ عورتوں کی جو صفت بیان کی ہیں اس صفت میں ایک صفت "غفلت" بیان کی ہیں۔ جنرل نالج' عام معلومات ان کے لئے مضر ہے۔ ارے کاہے کا ریڈیو اور کاہے کے اخبارات اور کاہے کے جرائد و رسائل ان کے لئے ہوں' قرآن نے تو ان کی صفت بیان کی ہے یہ غافلات میں سے ہیں۔ جی ہاں! اور یہ جتنی جدید نالج اور معلومات سے غافل رہیں گی۔ اتنی ہی یہ عفیفہ رہیں گی۔ دیکھ لیجئے! اخبار خواتین کے بعد میں خواتین کیا بن گئیں۔ اور دنیا بھر کے رسائل و جرائد جب گھر میں آئے اور سانپوں کے پٹارے میں جب دنیا بھر کے مناظر

دیکھے اور دنیا بھر کے مردوں کو دیکھا۔ ظاہر ہے کہ نسوانی دنیا کے اندر جو چھنجنک آئی ہے اور عورتوں کے طبقہ کے اندر جو تبدیلی آئی ہے۔ تو ظاہر ہے تبدیلی لانے والے اسباب کو آپ نے خود مہیا کیا ہے۔ صراط مستقیم کی ہدایت سے' قرآنی ہدایت سے' دینی ہدایت سے ان کا جو حرج ہو رہا ہے آپ موردو الزام ہیں۔ آپ کا کام تھا ان کو دین پہنچانا' حیض و نفاس کے مسائل کا پہنچانا' نماز پنجگانہ کے مسائل کا پہنچانا' کس وقت تک نماز فرض رہتی ہے' کس وقت تک فرض نہیں رہتی اور کس وقت سے پھر فرض ہو جاتی ہے یہ ذمے ہے شوہر کے۔ اگر شوہر اپنی ذمہ داریوں کو بخلوص و صدق پورا کرے تو انشاء اللہ امور خانہ داری کے اندر مزا ہی مزا ہو گا۔ کوئی الجھن نہیں ہو گی۔ گھر دنگل کیوں بنا ہوا ہے اکھاڑہ کیوں بنا ہوا ہے۔ یہ گھر تو جنت نشان ہونا چاہئے گوشہ عافیت ہونا چاہئے۔ یہ اختیاری ہے اپنے گھر کو جنت نشان بنانا اور گوشہ عافیت بنانا اختیاری ہے غیر اختیاری نہیں ہے۔

اگر عورت کی جانب سے شکایات پیدا ہوں تو......

اور عجیب بات فرمایا کرتے تھے میرے حضرت والا کہ اگر عورت کی جانب سے شکایات پیدا ہوں تو کیونکہ وہ آپ کی پسلی سے پیدا ہوئی ہے یہ

خیال کیا کرو کہ میری غلطیوں کا پلندہ ہے۔ دراصل یہ میری غلطیاں ہیں جو میرے سامنے آرہی ہیں اگر میں اپنی اصلاح و درستگی میں لگ جاؤں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ان غلطیوں کا ازالہ ہوجائے گا' خاتمہ ہوجائے گا' درستی ہوجائے گی۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک سنت مجھ سے رہ گئی گناہ نہیں ہوا۔ بس سنت رہ گئی۔ میں جب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تو گھوڑے نے مجھے سوار ہونے نہیں دیا۔ پھر میں پچھتایا کہ کیا بات ہے؟ جب گھوڑے کی طرف لے کر جائیں تو وہ دو پیر لے کے کھڑا ہوجائے مارنے کے لئے۔ اور مجھے یاد آیا کہ فلاں سنت مجھ سے رہ گئی ہے جب میں نے وہ سنت ادا کی تو گھوڑے نے گردن نیچی کردی میں اس پر بیٹھ کر چلا گیا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گناہوں کا اثر اپنے گھر کے جانوروں تک میں دیکھتا ہوں اپنے بچوں تک میں دیکھتا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے کہ یہ کوئی مسئلہ حل ہونے والا نہ ہو نہیں! نہیں! یہ تو اختیاری بات ہے۔ اگر کوئی شکایت ہے تو یہ شکایت بھی محبت کی بنا پر ہے دشمنی کی بنا پر نہیں ہے بربنائے دوستی ہے شوہر کو چاہئے کہ منشاء پہچانے اس کا۔ اگر اس نے رات کو جلدی گھر پر بلایا تو یہ بتلایئے یہ دشمنی ہے یا دوستی؟ آپ فیصلہ کریں اس بات کا۔ دوستی کے بناء پہ کام ہے کیونکہ اس کے ساتھ اس کا تعلق ہے ناں! ہاں اگر آپ کو کوئی عذر ہے تو آپ محبت سے کہہ دیں کہ بھئی

فلانی وہ فلاں کام اس طریقے سے ہے۔ میرا آنا دیر سے ہوگا یا میرا آنا نہیں ہوگا۔ تم بے فکر ہو کر سو جانا۔ میں جس وقت آؤں گا آجاؤں گا۔

عورت کی ذمہ داری

شوہر کی ضروریات میں تعاون کرنا یہ بھی عورت کے ذمے ہے۔ ایسا نہیں آدمی اپنی ضروریات دینی و دنیاوی سے باہر جائے گا۔ گھر سے غیر حاضر ہوگا۔ دیر سویر بھی ہوسکتی ہے لیکن اس کا قاعدہ ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر آپ کسی کے ماتحت ہیں اور آپ کو ڈیوٹی پر نو بجے پہنچنا ہے اور آپ پہنچے دس بجے یہ بتائیے اسے کہنے کا حق ہے یا نہیں ہے؟ ہے۔ کوئی لڑائی کی بات نہیں۔ تو پھر یہ بھی حق ہے کہ آپ جاتے ہی معذرت پیش کریں کہ غلطی ہوگئی اور میں اس بناء پر ایک گھنٹہ تاخیر سے یا کل میں ایک گھنٹہ تاخیر سے آؤں گا تو بھئی یہ تہذیب کی بات ہے یا نہیں؟

تو دراصل ہم اس کا منشاء پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے اور ایک دم جو ہے ایک ببلنگ سی ہوتی ہے اور شکایت کے پہاڑ ہم توڑ بیٹھتے ہیں کہ لوجی یہ شکایت ہے' وہ شکایت ہے' اگر سنجیدگی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر خدا کی قسم خدا کے سامنے اس بات کو آپ لے کر بیٹھیں تو انشاء اللہ آپ کے دل میں رحمت نازل ہوگی ان کی ہدایت نازل ہوگی اور آپ

پسیجیں گے کہ بھئی زیادہ تر غلطیاں میری ہی ہیں۔ اگر آپ پسیجیں گے اور ندامت کا پسینہ جب آپ کے اندر آئے گا۔ اب یقین جانیے آپ کا گھر گوشہ عافیت ہو جائے گا۔ ایسی بات نہیں ہے کہ جو وہ پیار کی پیاسی ہے محبت کی بھوکی ہے۔ اب نہ اس کو پیار ملے' نہ محبت ملے۔ پیار کے بدلے اس کو مار ملے' محبت کے بدلے جو ہے اس کو طعنے ملیں۔ یہ بات ہے۔ یہ بڑا مزے دار تعلق ہے ہر اعتبار سے بڑا مزے دار تعلق ہے۔ وہ ہماری محسنہ ہے' باورچن ہماری' چوکیدارن ہماری' دھوبن ہماری' درزن ہماری' ایمان کی محافظہ ہماری بچوں کو پالنے والی۔ ایسا ہے یا نہیں؟ ارے صاحب ذرا سا بچہ جب رونے لگ جائے اور ذرا سی اسے تکلیف بھی ہو۔ اور وہ بیچارہ بے زبان' دودھ پیتا اور تکلیف بتانے پر قادر نہ ہو۔ کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ یا اللہ اس کا رونا کب ختم ہوگا۔ آدمی کی زندگی اجیرن معلوم ہوتی ہے لیکن ایک ماں ہے جو اس کو گیلے سے نکال کر سوکھے میں سلاتی ہے خود گیلے میں سو جاتی ہے۔ اور اس کی خاطر اس کے پیشاب پاخانے کو سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے دھو کر نماز وقت پر ادا کرتی ہے۔

میں یہ چیدہ چیدہ باتیں آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ وہ ہماری محسن ہے جی ہاں! بے شک آپ بھی اس کے محسن ہیں۔ لیکن اخلاقی تربیت اور اصلاح تہذیب کی ذمہ داری آپ کی اس پر عائد نہیں ہوتی۔ اس کی آپ پر عائد ہوتی ہے۔ آپ جب اپنے اخلاقی تربیت کی ذمہ داری کو اپنے فریضے کو

نبھائیں گے انشاء اللہ ہدایت ملے گی۔ اور آپ کو جنت کی خوشبو اور ہوا آنے لگے گی۔ اصلاح پر تو فلاح کا وعدہ ہے' صلاح پر فلاح کا وعدہ ہے۔ جب آپ اہتمام کریں گے درستی اور اصلاح کا اللہ کے لئے اور بے نفسی کے ساتھ' ترچھے پن کو آپ چھوڑ دیں گے۔ ان کا فضل جو ہے آپ کا دستگیر ہوگا۔ اور آپ کا کام بن جائے گا۔ بڑے بڑے بگڑے تعلقات سنور گئے۔ ایسی بات نہیں ہے۔

عورتوں پر ظلم مت کیجئے

ایسا مارتے ہیں بعض لوگ اپنی بیویوں کو لاتیں' گھونسے' ڈنڈے توبہ! توبہ! پیخ پیخ کے مارتے ہیں اور بچوں کے سامنے اندازہ فرمایئے گا۔ اور میں نے دیکھا ہے بعض لوگوں پر ایسا اللہ کا عتاب نازل ہوا ہے جنہوں نے ظلم و تشدد کیا ہے کسی کے گردے گئے' کسی کا دل گیا' کسی کا دماغ گیا' کسی کا روز گار گیا اور کوئی دائم المریض ہوگیا۔ اس پر اللہ کا قہر متوجہ ہوتا ہے جو چہرے پر مارے۔ ارے بھئی یہ چہرہ تو دست قدرت سے بنا ہوا ہے اور چہرے پر مارتے ہو۔ بہت سی معلمین اپنے پاس پڑھنے والے بچوں کو بہت بری طریقے سے مارتے ہیں۔ توبہ! توبہ!

شاگرد کو مارنے کی حدود

حضرت مسیح الامت فرمایا کرتے تھے۔ فقہاء نے شاگرد کو اتنا مارنے کی اجازت دی ہے کہ نہ خون نکلے' نہ ہڈی ٹوٹے' نہ کھال پر کوئی نشان آئے۔ اتنا مارنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اب میں اس اجازت کو واپس لیتا ہوں۔ مجھے حق پہنچتا ہے۔ میرے حضرت نے فرمایا۔ اتنا مارنے کی اجازت دی ہے کہ نہ خون نکلے' نہ جلد پر خراش آئے' نہ ہڈی ٹوٹے اور چہرے پر مارنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ لیکن اب میں اس اجازت کو واپس لیتا ہوں۔ میرا ذوق اور مذہب یہ ہے اگر کسی بناء پر مدرسے میں کوئی فساد ہوجائے اور شاگرد استاد کو مار دے' ہاتھ اٹھالے۔ اور پھر ندامت کے ساتھ معذرت چاہے۔ تو اس کی معذرت کو قبول کرکے پڑھانا چاہئے کیا نقصان ہوگیا۔ گالی کیا کسی کے ساتھ لگی رہتی ہے؟

اس کے بیچ میں ایک بات یاد آئی کہ بعض لوگ کہتے ہیں جی! اتنا عرصہ ہوگیا ذکر کرتے کرتے ہمیں تو کوئی اثر محسوس نہیں ہوا۔ ایک بزرگ کی خانقاہ میں ایک مرید کا یہی حال تھا ان بزرگ نے علیحدگی میں اپنے ایک مرید سے کہا آتے ہی اسے گالیاں دینا۔ اور وہ تو خیر شیخ کے حکم سے آیا۔ انہوں نے کہا تو اتنا بے ہودہ..... نالائق کہیں کا..... تیرے یوں کروں..... توں کروں..... بس ایک دم ان پر اثر ہوا۔ اور اثر ہونے کے بعد وہ بھی

جلال میں آئے۔ انہوں نے کہا بس! بس! یہ میں نے ہی کرایا ہے جو کچھ کرایا ہے۔ آپ بولتے ہیں کہ ذکراللہ کا اثر نہیں ہوتا ارے بھئی اس کے برا بھلا کہنے کا اثر ہوا کہ نہیں ہوا؟ یہ محسوس ہوگیا۔ ابھی اللہ تعالیٰ کی حکمت میں ذکراللہ کی اثر محسوس ہونا نہیں ہے جب محسوس ہونا ہوگا محسوس ہوجائے گا لیکن بہرحال اثر ہورہا ہے۔ گالی کا اثر ہورہا ہے' طعنوں کا اثر ہورہا ہے تو ذکر کا اثر ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اس آدمی کے گالی میں اتنا اثر ہے کہ اس کا اثر ہورہا ہے۔ توبہ!توبہ! اور اللہ کے ذکر میں اللہ کے نام میں اثر نہیں ہوگا؟ یقیناً" ہوگا

خوشگوار تعلق.... دنیا کی جنت.....

دنیا کی زندگی یہ اسودہ' خوشحال گزارنے کے لئے' اپنے گھر کو گوشہ عافیت بنانے کیلئے اور اپنے گھروں کو جنت نشان بنانے کے لئے ضرورت ہے کہ زن و شوہر کے تعلقات بہتر ہوں اور شوہر کے ذمہ جو اخلاقی تربیت رکھی گئی ہے مسائل کا پہنچانا رکھا گیا ہے کہ بے نفسی کے ساتھ ہے اپنی بیوی کو اللہ کا دین پہنچائے۔ ہمیں اپنے فریضے سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور جتنا ہم غافل ہوچکے ہیں ہمیں ندامت کے ساتھ اللہ کے سامنے معافی مانگنی چاہئے۔ اگر ہم دینی فریضہ انجام دیں گے تو انشاء اللہ اس کے بہترین ثمرات

اپنی اولاد میں دیکھیں گے۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ

اور اگر ہمارا ظلم و تشدد کا رویہ جاری رہا تو میرے حضرت فرمایا کرتے تھے پھر وہ اولاد شرعاً" تو آپ کی ہوگی لیکن اخلاقاً" اپنی ماں کی ہوگی۔ اولاد کا میلان' اولاد کا جھکاؤ ہمیشہ ماں کی طرف ہوا کرتا ہے۔ اس پر سوچ لیں۔ یہ بڑی ضروری باتیں ہیں۔ بے شک آپ اسے نہ وعظ سمجھیں' نہ تقریر سمجھیں ایک ملاقات و تبادلہ خیال سمجھ لیں یہ بھی آپ کا احسان ہوگا۔ کہ آپ کی برکت سے آپ کے فیضان صحبت سے آپ کی تشریف آوری کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ باتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

گھریلو فضا کے مکدر ہونے میں شوہر کا بھی دخل ہوتا ہے

عافیت والی زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے گھر کے اندر اللہ کے دین کو پیش کیا جائے اور مبالغہ سے اور زیادتی سے بچا جائے۔ تعلقات کو بہتر بنایا جائے۔ اور یہ بھی سوچئے کہ آپ اس کی ناگواریوں کا تو شکوہ کرتے ہیں ماشاء اللہ آپ تو خواجہ حسن بصری ہیں؟ کہ آپ کی ذات سے اسے کوئی ناگواری ہوئی ہی نہیں ہوگی۔ ارے بھئی یہ بات بھی تو ذہن میں لایئے اگر دس باتیں اس کی طرف سے ناگوار ہیں تو پانچ باتیں آپ کی

بھی ہوں گی۔ بلکہ اگر ابتداء دیکھی جائے کہ یہ حروف تہجی شروع کہاں سے ہوئے ہیں۔ تو حضور یہ ابتداء آپ کی طرف سے ہوئی ہے۔ جب ابتداء آپ کی طرف سے ہوئی تو بے شک وہ انتہا پر پہنچنے کی مجاز ہے۔ کیونکہ وہ اپنی سمجھداری کے اندر اپنا مرتبہ خود جانتی ہے کہ میں کیا ہوں پہنچتی کے سمجھ میں آئے گا تو یکطرفہ چلے گی تو موقع آپ نے دیا ہے۔

حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ ضابطہ میں میاں بیوی کا شیخ ایک ہونا چاہئے۔ لیکن دراصل اس کا شیخ جس کو اخلاقی تربیت کرنی ہے بہت مٹ کر اس کا شوہر ہی ہے اور آخر میں مزاحا" فرمایا جب آخری بار تشریف لائے۔ ارے بھئی آج کل کی عورت ' عورت کیا ہے؟ **شیخہ** ہے ' **شیخہ** ہے' یعنی وہ خود مرشد بنی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جب آپ مٹ کر اللہ کے لئے عاجزی اور نرمی اختیار کریں گے۔ اخلاقی تربیت کی ذمہ داری پوری کریں گے انشاء اللہ آپ کا گھر گوشہ عافیت اور جنت نشان بن جائے گا۔ اور یہ تو بڑے مزے مزے کا تعلق ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے نکاح صرف اس لئے کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اضافہ ہو۔ اور یہ کہنا کہ تو میرا خیال رکھ یا نہ رکھ ' میری ماں کا خیال رکھ ' میرے ماں باپ کا خیال رکھ یہ بات غلط ہے۔ انشاء اللہ وہ شریف زادی ہے آپ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر آپ کے ماں باپ کا احترام کرے گی۔ گو آپ کے والدین کا

احترام اس کے لئے سنت ہے فرض و واجب نہیں ہے۔ لیکن آپ اس کو زبردستی نہیں کرسکتے۔

بیوی کے لئے سب سے زیادہ محترم شوہر ہے

حدیث شریف میں آتا ہے مرد کے لئے سب سے بڑا تعلق جو ہے سب سے بڑا رتبہ اس کی ماں کا ہے۔ اور عورت کے لئے سب سے بڑا رتبہ اس کے شوہر کا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ بہو اور ساس کا تعلق ڈائریکٹ نہیں ہے۔ غور کیجئے اس روایت پر۔ ڈائریکٹ نہیں ہے ان ڈائریکٹ ہے' ان دونوں کے مابین شوہر ہے اور بیوی مجاز ہے اس بات کی اگر وہ یہ شرط لگائے کہ میں آپ کے اہل خانہ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی کیونکہ میں بے ادب ہوئی جاتی ہوں۔ یا ان کی طرف سے زیادتی ہے یا میری طرف سے کمی ہے۔ عافیت اس میں ہے کہ میرے لئے آپ الگ رہائش کا انتظام کریں تو شوہر کو کرنا چاہئے۔ آج ان باتوں پر ہمارا تدبر بالکل نہیں ہے ہمارا غور بالکل نہیں ہے۔ کہ کس بچی کے ساتھ کس گھر کے اندر کیا زیادتی ہو رہی ہے اور ہمارے گھر میں تو ہماری ماں کی چلے گی۔ اس میں کوئی تک نہیں ہے۔ تو لازما" تمہاری بیوی کو بتائی گی۔ تمہاری تو چلے گی تمہاری بیوی کی نہیں چلے گی۔ تمہاری بیوی کے ذمے تو نہیں ہے کہ دیور کے کپڑے دھوئے' جیٹھ کے

کپڑے دھوئے' ساس سسر کے کپڑے دھوئے' پورے کنبے کا کھانہ پکا کر دے' سارے گھرانے کی صفائی کریں۔ اس کے ذمے نہیں ہے۔ ہاں اس کو اتنا خوش رکھا جائے کہ وہ آپ کی خوش اخلاقی سے متاثر ہو کر اپنے شوہر کو راضی رکھنے کے لئے اس کے گھر والوں کا کام بھی کردے۔ تو یہ اس کا احسان ہے. لیکن اس کے ذمے نہیں ہے۔ نان و نفقہ اور باپردہ رہائش' شوہر کے ذمے ہے۔ اور یہ باتیں میرے ذہن کی نہیں ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے جو احکام ہیں ان کو میں آسان الفاظ میں پیش کررہا ہوں۔ آج بھی معاشرے کے اندر مردوں کی طرف سے زیادہ زیادتی ہے۔ آپ الگ رکھئے! دیکھئے آپ کی ماں آکر آپ کی کتنی خدمت کیا کرے گی۔

بیوی کے لئے الگ رہائش بہتر ہے

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرے لڑکے سیانے ہوجائیں گے اور جب میں ایک ایک کی شادی کروں گا تو پہلی شرط بھی بہو کو گھر میں نہیں رکھوں گا۔ الگ میں انتظام کروں گا سب کی کارکردگی سامنے آئے۔ چار بہوویں ہیں تو چار گھر' چار سالن' چار قسم کا کھانا ہروقت حاضر ہے۔ اب ساس سسر کسی کے ہاں

پہنچے۔ سعادت مند بہوویں سسر سے کہتی ہیں' ابا جی آپ ہمارے ہاں رہیے ہم تو آپ کو نہیں جانیں دیں گے۔ بستر لگایا کھانا کھلایا۔ اور ساس سے کہتی ہیں امی جی آپ ہمارے پاس رہیں گی۔ اب اس کی کارکردگی' صحیح محبت کا انداز سامنے آرہا ہے۔ الگ رکھ کے انداز دیکھو وہاں گھوٹ کے کیا انداز دیکھتے ہو اس بچی کا! الگ رکھ کے انداز دیکھو۔ ظلم و تشدد کر رکھا ہے۔ اس ظلم و تشدد کی بناء پر یہ بیچاری اپنی ترجمانی نہیں کرسکتی۔ گھٹ گھٹ کر مرتیں ہیں اصل بات یہ ہے۔ ترجمانی نہیں کرسکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی صفت ان کے اندر رکھی ہے کہ ترجمانی پوری نہیں کرسکتیں پھر گھٹ گھٹ کر مرتی ہیں۔ اس کے منشاء کو تو شوہر کو پہنچانا چاہیئے۔ اس وقت کا کیا تقاضہ ہے؟ اس کا منشاء کیا ہے؟ اگر اس نے کوئی بات کہی ہے تو اس کے منشاء کو دیکھو۔ ارے بھئی! باورچی جب دیگ پکاتا ہے تو پوری دیکھ پلٹ کر نہیں دیکھتا کہ چاول کچے ہیں کہ پکے' اور کمی کتنی رہ گئی۔ دو چار چاول نکال کر دیکھ لیتا ہے کہ ہاں اتنی کنی رہ گئی۔ تیل کا ڈرم جو ہے سارے کا سارا لوٹا کے نہیں دیکھا جاتا' معمولی سی تیل کی دھار سے دیکھ لیتے ہیں کہ تیل کیسا ہے۔ پہچانو اس کی بات! یہ بیچاری مظلومہ ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات بھی یہی ہیں۔ دیکھنا!

نمازی کی پابندی رکھنا۔ اور عورتوں اور غلاموں کے حقوق میں برتاؤ نرم رکھنا۔ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں بار بار فرما رہے ہیں عورتوں کے حقوق کا لحاظ رکھنا' عورتوں کے ساتھ برتاؤ نرم رکھنا۔ یہ جنس لطیف اور صنف نازک ہے۔ اگر آپ ان کی رعایت نہیں کریں گے تو کیا الگ سے ملائکہ کی جماعت نازل ہوگی وہ آکر مراعات دلوائے گی آپ مکلف ہیں اس بات کے کہ ظلم و زیادتی سے باز آئیں' منشاء کو پہچانیں' اور کیونکہ یہ ایک نازک چیز ہے اس کے ساتھ برتاؤ بھی نازک یعنی لطیف رکھو۔ اور گھر کے بگاڑ کو بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم و بصیرت عطا فرمائیں۔ انشاء اللہ ذرا سی بھی آپ کوشش کریں گے۔ اللہ کی مدد آپ کے ساتھ میں ہوگی۔ اور آپ کو نامعلوم کتنا اجر و ثواب ملے گا۔ بے شک ناگواریاں پیش آتی ہیں بڑی بڑی ناگواریاں پیش آتی ہیں۔ اللہ کے لئے آپ ضبط و صبر سے کام لیجئے۔ راہیں کھل جائیں گی' آپ کی اولاد صالحین میں سے ہوگی' رزق و اعمال میں ترقی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فہم و بصیرت ہم سب کو عطا فرمائے اور ہمیں ہدایت پر قائم رکھے۔ صراط مستقیم کے ہدایت سے پوری امت کو مشرف رکھے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلاح خواتین کے دس اصول

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

توفیق الٰہی اپنے پیارے حضرت کی برکت سے' آپ کی خدمت میں چند ضروری باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں' دعا کیجئے کہ اللہ آپ کو اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

الحمدللہ یہاں حاضر ہو کر دل کو خوشی محسوس ہوئی آپ میری پیاری بیٹیاں' بچیاں اصلاح کے جذبے سے دین کے شوق سے ہر ہفتے یہاں تشریف لاتی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بابرکت دینی مجلس کو ہمیشہ جاری رکھیں اور آپ کے دینی شوق میں اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے۔

پہلا اصول

پہلی بات یہ ہے کہ میری بیٹی! میری بچی! اعمال اس وقت تک بے جان ہیں جب تک کہ نیت درست نہ ہو اور نیت اختیاری ہے اور اس کی اصلاح بھی اختیاری ہے اور تمام اعمال کا انحصار اور مقبولیت کا دارومدار نیت کی درستی پر ہے میری بچی دین کے ضروری کاموں میں سب سے پہلے فرض ہے کہ تو اپنی نیت درست کرلے دیکھنا! جس نے نیت کو درست کرلیا اس نے اعمال کی حقیقت کو پہچان لیا اور اعمال کی فضیلت کو حاصل کرلیا میں مختصر مختصر اور ضروری باتیں اس میں پیش کرنا چاہتا ہوں ایک دوسرے کی جانب دیکھنا گھر کے موجودات کو دیکھنا دوسری بچیوں' بہنوں کے لباس کو دیکھنا یا اشارے کرنا یا بہت آہستہ آہستہ کانوں میں باتیں کرنا اس کو چھوڑ دیجئے یہ بری بات ہے۔

دوسرا اصول

جب تجھ پر نماز فرض ہوگئی تو پھر نماز میں کوتاہی کیسی؟ اتنی کوئی مہلت دیتا ہے دنیا میں جتنی مہلت تمہیں ملی ہے اتنی مہلت کوئی تمہیں دیتا ہو تو مجھے بتا دو؟ جو کھانا دے' دانہ دے' ہر نعمت دے اور چودہ پندرہ سال تک کوئی

فریضہ عائد نہ کیا' کتنا بڑا احسان ہے اتنی لمبی مہلت کے بعد اتنی لمبی مدت مہلت کی' دن مہلت کے' راتیں مہلت کی' یہ انعام نہیں انکا؟ کیسی کیسی نعمتوں سے انہوں نے ہمیں نوازا' انسان کے گھر میں پیدا کیا۔ مسلمان کے گھر میں پیدا کیا اور انہوں نے کیسی شفقت سے ہمیں پالا دینی تعلیم و تربیت سے ہمیں آراستہ پیدا کیا اور اس مدت کے بعد نماز فرض ہوئی جب تم سیانی ہوگئیں نماز روزہ ایک ہی سال فرض ہوتا ہے جب نماز فرض ہوگئی جس سال نماز فرض ہوگئی اس سال روزے بھی فرض ہوگئے نماز فرض ہونے کے بعد جو رمضان آیا اس کے روزے بھی فرض ہوگئے اور کتنا احسان فرمایا ہمارے اوپر کچھ دن تم پر ایسے بھی آجاتے ہیں کہ تم نماز نہیں پڑھ سکتیں ان ایام کی نماز معاف کردی دنیا میں کوئی شخص ہے کہ اپنی عائد کی ہوئی بات کو معاف کرے؟ البتہ روزے کے بارے میں فرمایا گیا کہ جتنے روزے تمہارے چھوٹ جائیں ایسی حالت میں معذوری کی حالت میں بعد میں قضا کرے یہ بہت بڑی بات ہے ورنہ دگنی تکلیف ہوجاتی معذوری کی تکلیف ایک اور دوسری تکلیف اس حالت میں کمزوری میں روزے رکھنا۔ وہ رب ہیں کیسی پیاری تربیت فرمانے والے ہیں میری معذور بیٹی کے اوپر میرے رب نے کتنا احسان فرمایا۔ دوسری تکلیف سے بچالیا۔

معذوری کے ایام میں نماز کی جگہ ذکر اللہ

اور معذوری کے دنوں میں نماز کے اوقات پر وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ جا نماز نہ پڑھ کچھ اللہ اللہ کرلیا کہ یہ ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے شریعت نے یہ حکم فرمایا میری بچی یاد رکھ اس بات کو کہ معذوری کے ایام میں نماز کے وقت وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ جائے ایک تو تیری عادت کے اندر جو پختگی ہے وہ قائم رہے گی اور دوسرے ستر سال کی عبادت کا ثواب ملے گا کیسی عجیب بات ہے کہ معذوری کی معذوری جس میں وہ ایک وقت کی بھی نماز نہ پڑھ سکے اور اس پر بغیر کچھ کئے ہوئے ستر سال کی عبادت کا ثواب تجھے مل جائے۔ پانچوں وقت کی نماز اور چھٹی ہے وتر کی ستر اور چھ کو ضرب دے کر حساب لگا لینا اب تو گھر گھر کیلکولیٹر موجود ہیں کہ کتنے اس کی عبادت کا ثواب تجھے یومیہ ملتا ہے چھ نمازیں ہیں کس نے کہہ دیا کہ پانچ نمازیں ہیں وتر سمیت چھ نمازیں ہیں فدیہ بھی چھ نمازوں کا دیا جاتا ہے قضاء بھی چھ نمازوں کی کی جاتی ہے ذہن کشادہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

تیسرا اصول

ذات باری تعالیٰ نے تیرے اوپر نعمتوں کی بارش فرمائی اور تجھے اگر

صاحبہ نصاب بنا دیا؟ میری بیٹی نصاب والی ہوگئی اور اپنے مال میں سے جب مال آگیا سال گزرنے کے بعد حولان حول ہونے پر' تین سو ساٹھ دن ہونے پر اس میں سے زکوۃ دے عیدالفطر پر صدقہ الفطر دے' قربانی کے موقع پر قربانی کروا دے اور اگر کوئی اور حقوق مالیہ واجب ہیں اس مال سے وہ ادا کردے آسان سی بات ہے عمل بہت آسان ہے اگر کرنے کا ارادہ اور نیت ہو اور اگر زیادہ مال ہے خدا کے گھر تک آسکتی ہے جا سکتی ہے اور وہاں کے قیام و طعام کا خرچہ وغیرہ برداشت کرسکتی ہے تو زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج فرض ہے اسے کرلے دیکھنا دین کتنا پیارا' لذیذ' لطیف' مزے دار ہے سبحان اللہ فریضے ادا کرنے بھی جاؤ۔ آم کے آم گھٹلیوں کے دام والی بات سے کیسا پیارا سفر ہے کیسی کیسی نعمتیں ملتی ہیں۔ کھانے کو وہ نعمتیں ملتی ہیں سفر حرمین میں جو زندگی بھر گھر نصیب نہیں ہوتیں بس یہ مالیات کا شعبہ تیرا پورا ہوگیا۔

چوتھا اصول

اب چوتھی بات جو بے حد ضروری ہے ان اعمال کے ساتھ وہ ہے "حفظ لسان" تاکہ میری بیٹی اپنی زبان کی حفاظت کرکے اپنی عاقبت کو سنبھالے رکھے دیکھئے! جب انسان بے آبرو ہوتا ہے تو بے آبرو ہونے میں

پہلی چیز ہی زبان کی حفاظت نہ کرنا۔ یہاں سے بے عزت ہونا شروع ہوتا ہے یہ مسافر کی طرف سے ہدیہ ہے تیری خدمت میں ایک مسافر' دورافتادہ تیرے گھر پر چل کر آیا ہے پس اسی ہدیے کو لے لے گرہ باندھ لے اس ہدیے کو سنبھال کر رکھ کہ میں زندگی بھر مرتے مرجاؤں گی لیکن زبان کی حفاظت کروں گی' جس نے زبان کی حفاظت کی اس نے ایمان کی حفاظت کی اس نے اعمال کی حفاظت کی اس نے اپنی سیرت اور کردار کی حفاظت کی۔ جب کوئی انسان بے آبرو ہوتا ہے ناں' وہاں زبان کی بے احتیاطی سے ہوتا ہے۔ توبہ! توبہ! اتنا بے آبرو ہوتا ہے کہ کلمات کفریہ بھی زبان پر آجاتے ہیں اللہ کے' نزدیک بے آبرو ہو جاتا ہے۔ جو شخص کفر کو اختیار کرلے کفران نعمت کو اختیار کرلے اس کی کوئی آبرو ہے؟ نہ عنداللہ آبرو ہے نہ عندالرسول آبرو ہے۔ نہ عندالملائکہ آبرو ہے نہ عندالناس آبرو ہے' بالکل بے آبرو ہے کسی کے نزدیک یہ آبرومند نہیں۔

پانچواں اصول

پانچویں بات یہ ہے اے میری بیٹی! پردے کا اہتمام کر پردے کا اہتمام کر تیرے جسم کے دو حصے ہیں ایک کو ستر کہتے ہیں اور ایک کو حجاب کہتے ہیں تین چیزیں جو ستر میں داخل نہیں کفین (دونوں ہاتھوں) قدمین (دونوں

پاؤں) وجہ (چہرہ) تیسری دونوں ہتھیلیاں' ٹخنے سے نیچے تیرے دونوں پیر اور چہرہ اور بالوں کو' کانوں کو' چھپانے کے بعد اور ٹھوڑی سے اندر کا حصہ چھپانے کے بعد اتنا چہرہ داخل ستر نہیں یہ تین چیزیں ستر میں داخل نہیں ہیں ستر پوشی فرض ہے ستر پوشی کے لئے لباس اختیار کرنے کا شریعت نے حکم مبارک دیا ہے اور لباس میں یہ شرط لگا دی کہ ستر کے خطوط اور نشیب و فراز نمایاں نہ ہوں' ان باتوں کو یاد رکھنا ستر پوشی کس طرح ہو ایسے اچھے لباس سے ہو جو دبیز ہو یعنی کپڑا موٹا ہو تیری حیثیت کے مطابق ہو بڑھیا کپڑا پہننے سے منع نہیں کرتے اگر تیری حیثیت سو رینٹ میٹر کپڑے کی ہے تو بے شک اس کو استعمال کر لیکن دبیز (موٹا) ہو۔ ایسا لباس نہ ہو جس سے بدن جھلکتا ہو ورنہ آقائے نامدار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں کو ننگا اور برہنہ قرار دیا ہے' بات آئی سمجھ میں یہ تین چیزیں تیری داخل ستر نہیں ہیں باقی ستر کی تو حفاظت کر دبیز کپڑے کے ساتھ' موٹے کپڑے کے ساتھ جس میں بدن کا کوئی حصہ یا تیرے بال نہ جھلکیں نہ نظر آئیں اس کا بہت خیال رکھ تیرے ایمان کی حفاظت کی باتیں ہیں۔

اب رہ گیا حجاب یہ صرف چہرے کا ہے اب یہ آسان سی بات ہے کہ چہرے پر نقاب کا استعمال کیا جائے چاہے وہ برقعے کی نقاب ہو یا چادر میں نقاب لگائی جائے یا بڑا برقع ہو یا چھوٹا برقع ہو چاہے وہ سفید رنگ کا ہو یا براؤن رنگ کا ہو یا بلیک رنگ کا ہو' ہو برقع یا کوئی بڑی چادر ہو کہ پورے

بدن پر لپیٹ لی جائے اور اس پر نقاب لگی ہوئی ہو۔ جلباب اس کو کہتے الحمدللہ اپنے ٹکٹ پر آیا ہوں' میرے گھر میں موجود ہیں اپنے بچوں کے ساتھ کھاتا پیتا ہوں میں کسی طرح کی طمع اور لالچ کے تحت نہیں آیا تیرے پاس میں اللہ کا پیغام دینے کے لئے آیا ہوں اور تیرے فائدے کی بات تجھ سے کہنے کے لئے آیا ہوں خدا کی قسم اٹھا کے کہتا ہوں علمائے تفیسر اس بات پر متفق ہیں کہ جلباب کہتے ہیں کہ تیری آبرو کے لئے کوئی کپڑا سر سے لٹکایا جائے اور تھوڑی کے نیچے تک آجائے اس کو کہتے ہیں جلباب جس کو ہماری زبان میں کہتے ہیں۔ نقاب بات آئی سمجھ میں 'اس بات کو اڑانہ دینا' دل میں بٹھالینا۔

اب تیسرا مسئلہ ہے لباس کا تحفظ کیسے کیا جائے تونے برقع بھی لے لیا اور نقاب بھی اوپر سے نیچے کو لے آئی چہرے کو ڈھانپ لیا موقع زینت کو تونے محجوب کرلیا۔ ستر کو مستور کو کرلیا ستر مستور ہوگیا چہرہ تیرا محجوب ہوگیا لیکن اب تیرے لباس کا تحفظ کیسے ہو قربان جایئے اسلام پر ہمیں یہ ضابطہ بھی بتلا دیا کہ تیرے لباس کا تحفظ بھی تب ہوگا جب تو گھر سے باہر نکلے تو محرم کے ساتھ نکلے یہ بے حد ضروری باتیں ہیں یہ مسافر فقیر آپ کی گلیوں میں صدا لگانے کے لئے آتا ہے کبھی اس کی صدا پر کان دھرلینا انشاء اللہ قیامت کی مارکیٹ میں دیکھنا اس کے کیا دام آتے ہیں اور تم کتنی قیمتی بن جاتی ہو اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کتنا خوش ہو کر تمہاری شفاعت

کرتے ہیں۔

مستور ہونے کی بھی ضرورت ہے محبوب ہونے کی بھی ضرورت ہے اور تحفظ ملبوسات کے لئے محرم کی ضرورت ہے تحفظ ملبوسات کے لئے اور لباس کی حفاظت کے لئے محرم کی ضرورت ہے محرم کا مسئلہ کوئی خواہ مخواہ نہیں ہے۔ شوہر کی بڑی حیثیت ہے تیرے باپ کی بڑی حیثیت ہے تیرے بھائی کی بڑی حیثیت ہے تیرے ماموں کی بڑی حیثیت ہے تیرے بیٹے کی بڑی حیثیت ہے یہ تیرے محرم ہیں پھوپھا محرم نہیں' خالو محرم نہیں' پھوپھی کا لڑکا' خالہ کا لڑکا ماموں کا لڑکا' یہ محرم نہیں ہیں چچا کے لڑکے یہ محرم نہیں ہاں چچا تیرا محرم ہے' میری بیٹی یاد رکھ' زندگی کے کسی حصے میں جس سے تیرا نکاح نہ ہوسکے وہ تیرا محرم شرعی ہے لیکن محرم کے اندر ایک شرط ہے کہ وہ احکام اسلام کا پابند ہو ایک محرم وہ ہے جو احکام اسلام کا پورا پابند ہے ایک محرم وہ ہے جو احکام اسلام کا پورا پابند نہیں تو جو محرم احکام اسلام کا پورا پابند ہے اس کو ساتھ لینے میں ترجیح دی جائے گی میں مختصر مختصر یہ دس نمبر تیری خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اس میں سے پانچ ہوچکے ہیں۔

چھٹا اصول

اور چھٹی ذمہ داری تیرے اوپر تیرے شوہر کی ہے تاریخ اٹھا کر دیکھئے'

تیرا کردار تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔امت میں ایسی صالحات گزری ہیں جنہوں نے بگڑے ہوئے شوہروں کو ولی کامل بنوا دیا بڑے بڑے جواری' شرابی' بدکردار' بدکار شوہر ایک صالحہ کی برکت سے اس کی دعا کی برکت سے اللہ کے ولی بن گئے اور اللہ کے مقبول بن گئے تیرا کردار ایسا ہونا چاہئے کہ بگڑا ہوا شوہر سنور جائے نہ کہ سنورا ہوا شوہر پریشانیوں کا شکار ہو جائے اور تیری جانب سے اس کو پاس کی مایوسی کی کیفیت ہو تو پھر وہ اپنے کردار کو خراب کرلے توبہ توبہ! تیری خوبی تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عجیب بیان کی اللہ تعالیٰ وہ خوبی تیرے اندر پیدا کردے آپ نے فرمایا بیوی وہ ہے جس کے دیکھنے سے دل خوش ہو جائے اور علماء حدیث کہتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بہت عمدہ لباس پہنے ہر وقت فیشن میں رہے نہیں اتنی با سیرت باکردار ہو کہ دیکھنے سے سکون حاصل ہو دیکھنے سے شوہر کو سکون حاصل ہو کہ میری آبرو کو میری عزت کو کس طرح تھامے ہوئے ہے اور گھر کے نظام کو کتنا عمدہ چلا رہی ہے جب وہ گھر آئے گا ہر چیز اپنے موقع پر رکھی ہوئی ہوگی گھر صاف ستھرا ہوگا گھر آتے ہی بیرونی پریشانیاں اس کی دور ہوں گی اور سکون ملے گا جب سکون ملے گا۔ اس کا دل خوش ہوگا اور تو حدیث شریف کی مصداقہ بن جائے گی یعنی فرمان رسول تجھ پر صادق نظر آئے گا آج کل کیا ہے کہ سارا بے ڈھنگا پن ہے اور شوہر کو خوش کرنے

کے لئے میک اپ کرلیا بیوٹی پالر کے اصول جو ہیں وہ اختیار کرلئے گھر بیٹھے بیٹھے۔ جی فرنچ انداز وہ گھر کے اندر جاری کرلیا اور عمدہ کپڑے پہن لئے بس اچھا لباس پہن لیا اور بن ٹھن گئے توبہ توبہ! اری یہ کوئی دل جیتنے والی باتیں ہیں جو کچھ تم نے کیا اس کی جیب تم نے خالی کردی۔ اس کی جیب خالی کردی اس کی حیثیت سے زیادہ اس پر بھاری ڈال دیا اپنے فیشن کا' یہ عقل مندی کی بات نہیں ہے اور میں تجھ سے بات کررہا ہوں ایک سمجھدار بیٹی سمجھ کر' لہٰذا مجھے جب کبھی آئندہ حاضری کی توفیق ہو تو مجھے چاروں طرف سے خبر ملے کہ جی آپ کی بیٹیوں نے بات سن کر ویسا ہی ثبوت دیا جیسے آپ سمجھا کر گئے تھے ہاں اگرچہ ویسے میں حجرے میں رہتا ہوں لیکن مجھے معلوم ہوجاتا ہے الحمدللہ تعالیٰ میری بیٹیوں نے کتنا عمدہ عمل کیا میری باتوں پر لہٰذا شوہر کا خیال رکھو اس کا بہت بڑا حق ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے جو عورت شوہر کی خدمت کرے اور جس وقت اس عورت کا جنازہ اٹھے اس حالت میں کہ شوہر اس کا راضی ہو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ عورت سیدھی جنت میں جائے گی ایسی حالت میں تیرا جنازہ اٹھے کہ شوہر تیرا تجھ سے راضی ہو تو ایسی عورت سیدھی جنت میں جائے گی سیدھی جنت میں جانے کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی جنت میں جائے گی بلکہ ابھی جنت کا فیصلہ کرے برزخ میں ہر قسم کا جنت کا آرام مہیا کردیا جائے گا جنت میں تو جب ہی داخل ہوگی

لیکن اس برزخ ہی کو جنت بنا دیا جاتا ہے۔

ساتواں اصول

ساتواں نمبر یہ ہے کہ اولاد کی تربیت تیرے ذمے ہے اور تم نبیوں کی ماں رہی ہو، صحابہ کی ماں رہی ہو، ائمہ اور فقہاء کی ماں رہی ہو اولیاء کی ماں رہی ہو ارے کیسی کیسی شخصیات کو تم نے جنم دیا ہے۔ **اطلب العلم من المھدالی الحد** مقولہ ہے کہ علم طلب کرو علم تلاش کرو علم حاصل کرو تم ماں کی گود سے لے کر قبر تک، مہد تا لحد، تو معلوم یہ ہوا کہ تمہاری گود جو ہے وہ مدرسہ ہے پہلی درسگاہ ہے مکتب میں تم بسم اللہ کرانے کے لئے تم لوگوں کو جمع کرتی ہو، نہیں پہلی بسم اللہ تو تمہارے مکتب میں ہی تمہاری درسگاہ میں ہے لہٰذا میاں بیوی کو بہت متواضع سنجیدہ کردار بچوں کی سامنے پیش کرنا چاہئے۔ آپس میں لڑنا چاہئے نہ اونچی آواز سے بولنا چاہئے نہ تو تو میں میں ہونی چاہئے میرے ابا جی رحمتہ اللہ علیہ یعنی میرے پیارے مرشد نے فرمایا سوتے ہوئے بچے کو جاگتا ہوا سمجھو۔ سوتے ہوئے بچے کے سامنے جو بات کی جاتی ہے اس کا عکس بھی اس پر پڑ جاتا ہی سوتے ہوئے بچے کو سوتا ہوا مت سمجھو سوتے ہوئے بچے کو جاگتا ہوا سمجھو۔

اولاد کی تربیت میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تو اللہ کی دی ہوئی

نعمت کو جو اس کا حق ہے یعنی دودھ اس کو پورا پورا پلا اس میں خیانت نہ کر اور جب رات کو سویا کر تو ایمان کی تجدید کرکے، کلمہ پڑھ کر، سلام کرکے سویا کر، یہ سب باتیں اس کے کان کے قریب کیا کر، دیکھ انشاء اللہ پھر کیسا پودا قائم ہوتا ہے اور کیسے پھول اس میں آتے ہیں۔

رات کو اپنے معمولات لیٹنے کے وقت کیا کر تو یہ بچے کے کان کے قریب کیا کر اتنا سا معمول بنالے تو پھر دیکھ انشاء اللہ تیرے چمن میں کیسا ہرا بھرا پھولوں والا خوشنما پھولوں والا پودا قائم ہوتا ہے اور بعد میں کیسے عمدہ شجر کی حیثیت حاصل کرتا ہے کتنی پیاری ترکیب ہے رات کو بستر پر لیٹتے وقت معمولات اپنے شیر خوار بچے کے کان کے پاس کرلیا کرو بس اتنی سی بات ہے دیکھنا اس کے اثرات کتنے اچھے پیدا ہوتے ہیں اس بات کو یاد رکھنا یہ بات کسی نے نہیں بتائی ہوگی مومن کے لیل و نہار میں جو معمول ہیں۔ میرے حضرت کے بتلائے ہوئے ہیں ان کو جب بستر پر کرنے لگو تو توجہ اپنے گود کے بچے کی طرف رکھو اس کے کان کی طرف رکھو بس وہ معمولات کرکے سوجایا کرو انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اس کا اثر جلد تم اپنے بچے میں دیکھو گی۔

اور بچے کی تربیت کب تک کی جائے فرمایا بائیس سال تک امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ہمارے روحانی پیشوا فرماتے ہیں کہ پچیس سال کی عمر تک جا کر صرف صاحب الرائے نہیں رہتا بلکہ صائب الرائے (رائے کا

پختہ) ہوتا ہے۔ لہٰذا میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ شوریٰ میں کسی پچیس سال سے کم عمر والے کو رکھا جائے۔ پختگی پچیس سال کی عمر میں ہوتی ہے میری بیٹی اس بات کو یاد رکھ۔ جب تک بچہ تیری کفالت میں ہے تیرے ہاتھ کی پکی ہوئی کھاتا ہے تیرے شوہر کا دیا ہوا لیتا ہے اس کو برتتا ہے تم اپنی بات سنواؤ اپنی بات کیا ہے؟ دین پر چلاؤ بس سیدھی سی بات ہے دین پر چلاؤ پہلے بچے کے دین و ایمان کی حفاظت کا سامان کرو پہلے بچے کے دین و ایمان کی حفاظت کا سامان کرو قرآن مجید پڑھواؤ بلکہ حفظ کراؤ اور اس کے بعد درس نظامی کا عالم ہونا بچے کا بے حد ضروری ہے تاکہ آپ کے گھر میں آپ کی نسلوں میں اللہ کا دین جاری رہے اور اس کی بہترین صورت یہی ہے کہ اپنے بچے کو عالم بنواؤ اور سالانہ رخصت میں جب مدرسے بند ہوجاتے ہیں شعبان اور رمضان وغیرہ میں جو سالانہ رخصتیں ہوتی ہیں انہیں بسہولت کسی اللہ والے کی خانقاہ میں بھیجو اور ذکر و فکر میں لگاؤ پھر دیکھو آپ کو کیسا سکھ نصیب ہوگا آپ کا بیٹا ولد صالح ہوگا' آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا' قرۃ العیون ہوگا اور قرۃ القلوب ہوگا دیکھنا تو سہی کیسی بہار آتی ہے اور اولاد کی طرف سے بیٹی اگر! چین نصیب ہوجائے تو جنت کی ہوائیں تجھے یہاں آنا شروع ہوجائیں گی۔

آٹھواں اصول

اور آٹھویں بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اولاد کی تربیت کے بعد قناعت اختیار کرو تو شوہر کی جو آمدنی ہے اور آمدنی میں سے اپنی حیثیت کے مطابق اپنے گھر میں جو بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے اس سے زیادہ لوڈ اور وزن اس پر نہ ڈالو قانعہ رہو۔ حدیث شریف میں قناعت اختیار کرنے کی بے حد فضیلت آئی ہے بغیر قناعت اختیار کئے ہوئے مومن کو مقام زہد نصیب نہیں ہوتا لہٰذا قناعت اختیار کرو اور قناعت اختیار کرنے کا مطلب جیہ ہے کہ جو بھی اسباب روزی کے آپ کے شوہر کو من جانب اللہ حاصل ہیں اس پر راضی رہنا۔ اسے کہتے ہیں قناعت اختیار کرنا اور قناعت اختیار کرنے میں دو فائدے ہیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ جو روزی اللہ کی طرف سے آپ کو ملی ہے اس پر آپ قانعہ ہیں یعنی رضا مند ہیں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دل دنیا کی طرف سے دنیائے مردار کی طرف سے اچاٹ ہوجائے گا بے رغبت ہوجائے گا قناعت کی برکت سے مقام زہد تجھ کو حاصل ہوجائے گا۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے تمام اعمال کا حاصل زہد ہے کیا عجیب بات ہے میں اپنے حضرت کی کس کس بات کی تعریف کروں' فرمایا تمام اعمال کا حاصل جو ہے وہ مقام زہد ہے اگر کوئی زاہد نہ بنا تو وہ اعمال سے فیض یاب نہ ہوا۔ تمام اعمال کا حاصل مقام زہد ہے اور جو زاہد نہ بنا اور میری بچی جو زاہدہ نہ بنی تو پھر یاد رکھ پھر تو نے اعمال سے کوئی فائدہ حاصل نہ

کیا۔ ایسی عجیب بات فرما گئے تو قناعت اختیار کر۔ کہ جو بھی تیرے پاس اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں ان پر راضی رہ۔ قناعت بہت بڑا عمل ہے اب اندازہ لگایئے اس سے مقام زہد حاصل ہوتا ہے یہ بہت بڑا عمل ہے۔

سبحان اللہ قناعت کی برکت سے ناشکری نہیں ہوتی اور قناعت کی برکت سے دل دنیائے مردار میں نہیں پھنستا' کتنا فائدہ ہے قناعت کا۔

نواں اصول

اور نواں نمبر یہ ہے کہ جس اللہ نے اتنی نعمتوں سے نوازا ہے ارے بھائی اس کی یاد میں بھی لگنا چاہیے۔ تو ذکر و تلاوت اور دعا کا اہتمام بھی ہونا چاہیے میرے شیخ فرماتے تھے' اباجی رحمتہ اللہ علیہ جو حقیقی اباجی تھے اور پوری امت مسلمہ کے اباجی تھے رحمتہ اللہ علیہ ثم رحمتہ اللہ علیہ عجیب بات فرما گئے کہ چوبیس گھنٹے میں اگر کوئی عورت ایک گھنٹہ ذکر و تلاوت اور دعا کے اندر لگالے چوبیس گھنٹے کی زندگی میں صرف ایک گھنٹہ ذکر و تلاوت اور دعا میں لگالے اللہ کے ذکر میں لگالے اور تیرے لئے سب سے بہترین ذکر **سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر** ہے اس میں تسبیح بھی ہے تحمید بھی ہے تہلیل بھی ہے' تکبیر بھی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ یہ چار کلمات تمام کلمات میں ذات باری تعالیٰ

کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔ **سبحان اللہ والحمدللہ والا الہ الا اللہ واللہ اکبر** لیلتہ المعراج میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام جو ہمارے جد امجد تھے انہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ جنت چٹیل میدان ہے جنت میں محلات اور درخت و رخت نہیں ہیں اور خالی اسی خیال میں رہو کہ جائیں گے تو ہر چیز ایسے ہی مل جائے گی۔ بغیر کئے ہوئے مل جائے گی ابراہیم علیہ السلام نے پیغام بھیجا آپ کی امت کے نام کہ انکو بتا دینا کہ جنت چٹیل میدان ہے صاف ایک پلاٹ ہے لمبا چوڑا ایک میدان ہے نہ محلات ہیں نہ باغات ہیں اگر ہیں تو اس کے لئے ہیں جو دنیا سے بکثرت پڑھ کر آئے **سبحان اللہ والحمدللہ والا الہ الا اللہ واللہ اکبر**

حدیث شریف میں آتا ہے ان چار کلمات کی برکت سے حق تعالیٰ جاندار مخلوق کو رزق عطا فرماتے ہیں اور امام مہدی کے زمانے میں جب مادی اشیاء فروٹ وغیرہ جب مسلمانوں کو کھانے کے لئے نہیں ملیں گے ایسی مشکلات کا وقت آئے گا تو کھانا اور پینا ان کلمات سے ہو جایا کرے گا **سبحان اللہ والحمدللہ والا الہ الا اللہ واللہ اکبر** بہت جامع اذکار ہیں۔

سبحان اللہ والحمدللہ والا الہ الا اللہ واللہ اکبر' اس میں سب کچھ ہے کھانا بھی ہو جایا کرے گا پینا بھی ہو جایا کرے گا کمزوری بھی دور ہو جائے گی صحت و قوت بھی بڑھ جائے گی اذکار تو اور بھی ہیں میرے حضرت فرمایا

کرتے تھے عورتوں کے لئے بالخصوص **سبحان اللہ والحمدللہ والا الہ الا اللہ واللہ اکبر** تین تسبیح ہیں ایک ظہر کے بعد ایک مغرب کے بعد ایک عشاء کے بعد' اور پھر حسب فرصت تلاوت ہو اور تلاوت کے بعد دعائیں قبول ہوتی ہیں اس کے لئے مناجات مقبول کی منزل پڑھی جائے۔

دسواں اصول

نمبر دس یہ ہے کہ انسان کی زندگی میں بہت سی باتیں ناگوار بھی پیش آتی ہیں اور ان باتوں کے لئے متوقع رہنا چاہئے یہ نہیں کہ ہماری زندگی میں کوئی ناگواری پیش ہی نہیں آئے گی یہ سوچنا غلط ہے دیکھئے اللہ کی مخلوق میں جو سب سے بڑی حیثیت ہے وہ انبیاء کی ہے اور انبیاء میں جو سب سے بڑی حیثیت ہے وہ سرکار دو عالم' رحمت کائنات' فخر موجودات' نور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کیا ان کو ناگواریاں پیش نہیں آئیں؟ بلکہ سب سے زیادہ ناگواریاں انبیاء کو پیش آئیں اور آپ نے فرمایا کہ تمام انبیاء کو وہ ناگواریاں پیش نہیں آئیں جو مجھ (تنہا) کو پیش آئیں اکیلے کو پیش آئیں ناگواریاں پیش آئیں گی اس کی طرف پہلے سے متوقع رہنا چاہئے کسی ناگواری سے غیر متوقع نہیں ہونا چاہئے لیکن ذات باری تعالیٰ نے کمال ہی فرما دیا۔ سبحان اللہ! جس شان کے خدا ہیں اس شان کا عمل بتلایا اور اجرو

ثواب کیسا دیا کہ جنت میں جا کر بھی ختم نہ ہو۔ ہمیں صبر کا حکم دیا اس کے لئے کہیں **مع الصبرین** کہیں **بشر الصبرین** کہیں **یحب الصبرین** فرمایا! سبحان اللہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور صبر سے اللہ کا ساتھ نصیب ہوتا ہے اللہ کی طرف سے بشارت ملتی ہے اللہ کی طرف سے محبت اور پیار ملتا ہے۔ لہٰذا ناگواریاں آپ کی زندگی میں پیش آکر رہیں گی۔ اس کی طرف سے ضرورت صبر کی ہے اور صبر کے ثمرات کچھ آپ کے سامنے پیش کئے گئے اور یہ نہیں کہ ساری زندگی ناگواریاں ہی پیش آئیں گی بلکہ زندگی کے بیشتر ایام میں خوش گواریاں زیادہ پیش آتی ہیں اس پر شکر فرض ہے۔ **الشکر نصف الایمان**۔ حدیث میں آتا ہے کہ شکر بھی نصف ایمان ہے۔ آدھا ایمان صبر سے مل جاتا ہے اور آدھا شکر سے مل جاتا ہے ایمان کی تکمیل ہوجاتی ہے لہٰذا الفاظ شکر کہنا بھی سنت ہیں۔ **اللھم لک الحمدولک الشکر' الحمدللہ' الحمدللہ بنعمتہ تتم الصالحات**یا اپنی زبان میں کہے اللہ آپ کا بے شمار بار شکر ہے لاکھ لاکھ شکر ہے لیکن حقیقی شکر یہ ہے کہ الفاظ شکر کے ساتھ ساتھ کہ جس ذات نے وہ نعمت بخشی ہے' عطا کی ہے اس نعمت کا استعمال اس ذات کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صابرہ بھی بنائے اور میری بیٹی کو شاکرہ بھی بنائے۔

بس میں یہ دس باتیں عرض کرنا چاہتا تھا اور پہلے میں نے آپ کی

خدمت میں حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مراقبہ موت سنایا تھا لیکن درس عبرت رہ گیا تھا آج کی نشست میں میرا جی چاہتا ہے کہ نصیحت کے لئے جو دس باتیں جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں اس کے علاوہ جی چاہتا ہے کہ اپنے بزرگوں کا یہ منظوم کلام جس کے سننے سے دل دنیا سے اچاٹ ہوجائے بس یہی حیات طیبہ کے آثار میں سے ہے کہ ہمارا دل دنیا سے اچاٹ ہوجائی اور دنیا کی کسی چیز میں پھنسا نہ رہے تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب غوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت تھانوی کے محبوث خلیفہ درس عبرت کے نام سے یہ منظوم کلام ہمارے نفع کے لئے بیان فرما گئے اور سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے یہ کلام اپنے شیخ ابا جی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال ہونے پر سمجھ میں آیا اس سے پہلے بھی میں اس میں غور کیا کرتا تھا لیکن ابا جی رحمتہ اللہ علیہ کے فراق پر جب حاضر ہوا اس وقت آنکھیں کھل گئیں۔

(اس کے بعد حضرت والا نے حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمتہ اللہ علیہ کا منظوم کلام "درس عبرت" سنایا اور پھر دعا کے بعد وعظ اختتام پذیر ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامع نصائح

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ؕ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اس وقت کی ملاقات میں چار باتیں اپنی اصلاح کی غرض سے پیش کرنے کا خیال ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

الحمد للہ میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے آپ حضرات صالحین کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور آپ واقعی صالحین ہیں۔ ہم جنس کا میلان ہمیشہ ہم جنس ہی کی طرف ہوا کرتا ہے۔ قطع نظر اسکے کہ میں کیسا صالح ہوں۔ لیکن آپ حضرات صالح سمجھ کر آئے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ یہ آپ کی اپنی خوبی ہے کہ آپ صالحین میں سے ہیں اور آپ پر صالحیت کا غلبہ ہے اسی استحضار کے ساتھ ایک نکمے کو صالح سمجھ کر تشریف لائے۔ تو یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ صالحین ہیں۔ اور میں اس پر جتنا بھی شکر کروں کہ مجھے آپ کی معیت اور رفاقت نصیب ہے۔ وہ کم ہے! اللہ تعالیٰ بات میں اخلاص عطا فرمائے۔

ریاء کی گفتگو سے اللہ تعالیٰ بچائے۔ پتہ نہیں کیا بنے گا؟ آپ حضرات کا فیضان صحبت اور میرے حضرت کی برکت ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے۔

میری زندگی کا پر مسرت دن

ایک بات یاد رہے! الحمدللہ! ثم الحمدللہ! میری زندگی کا وہ دن بھی بہت شکر اور مسرت کا دن تھا جس کا حظ جس کی لذت مجھے آج تک محسوس ہو رہی ہے۔ جب میرے حضرت مسیح الامت نے مجھے اپنے خدام میں شامل فرمایا۔ اور شرف بیعت عطا فرمائی۔ بہت بڑی نعمت' بہت بڑی نسبت' بہت بڑا انعام ذات باری تعالیٰ نے فرمایا۔ بیعت کے بعد فرمانے لگے دیکھو تم ابھی چھوٹے ہو۔ ملاقات تو ہوتی رہی گی لیکن چند باتیں میں تم سے کہہ دوں۔

بیعت کے بعد حضرت مسیح الامت کی نصائح

ان چند باتوں میں ایک بات یہ فرمائی ہوش کی حالت میں جاگتے ہوئے اپنی ان آنکھوں سے اگر کسی کو حرام کاری میں' کبائر میں' گناہوں میں مبتلا دیکھنا تو تب بھی اس کو حقیر مت سمجھنا۔ یہ آسان بات نہیں ہے۔ اور ساتھ

ہی فرمایا کہ اس خرابی کی پردہ پوشی کرنا۔ باقی اور باتیں جو فرمائیں وہ کسی اور موقع پر انشاء اللہ ثم انشاء اللہ آپ حضرات کی برکت سے آجائیں گی۔ تو معلوم یہ ہوا کہ دوسرے کے عیبوں کی پردہ پوشی کرنا چاہئے۔ خدا کی قسم! اور میں اپنی قسم میں بالکل سچا ہوں کہ یہ سارے عالم کا نظام پردہ پوشی پر چل رہا ہے۔ذات باری تعالیٰ کی ستاریت ہروقت ہرعام کار فرما ہے۔ اگر وہ ستاریت کا معاملہ نہ فرمائیں تو جینا دوبھر ہوجائے۔ توبہ! توبہ! اگر میرے عیب کھل جائیں تو میرے بیوی بچے بھی مجھے قبول نہ کریں گے۔ آج میرا بھرم ہے ماں باپ بھی اچھا سمجھتے ہیں' بیوی بچے بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ احباب بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ لیکن میرے جو اصل جرائم ہیں وہ تو ذات باری تعالیٰ کو سب معلوم ہیں۔ اے میرے اللہ! آپ نے کتنا بڑا احسان فرمایا۔ یا اللہ آپ تو ستار مطلق ہیں میں کروڑوں جانوں کے ساتھ مرجاؤں گا آپ کے احسانات پر شکر کرتے کرتے' ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ واہ میرے اللہ! واہ! تیری کیا شان ہے۔ دنیا میں کوئی انسان ہمیں قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ توبہ! توبہ!

حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمتہ اللہ علیہ ثم رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا! اگر ہمارے اترے پترے کھل جائیں تو ہماری قبر پر کوئی کتا پیشاب کرنے کے لئے بھی نہ آئے۔ اس گمان میں ہم بنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اپنی حالت کا

جائزہ لیں۔ اپنی حالت کا احتساب کرنا چاہئے۔

اہل اللہ کی شان ستاری

اور خاصان خدا کی بھی عجیب شان ہے۔ اولیاء اللہ **تخلقوا باخلاق اللہ** کا نمونہ ہوتے ہیں۔ اخلاق خداوندی اپنے اندر لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ستار مطلق ہیں اور یہ اللہ والے ستار مجازین ہیں یہ بھی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ اخلاق خداوندی کا پرتو ہیں پرتو یعنی عکس! سبحان اللہ! سبحان اللہ! مانا کہ تاثر سے پاک تو صرف اللہ کی ذات ہے اور کوئی نہیں۔ لیکن کم سے کم! کم سے کم! تاثر اگر ہو سکتا ہے تو وہ اولیاء اللہ میں ہو سکتا ہے۔ بڑے شفیق' بڑے مہربان' بڑے رحم دل ہوتے ہیں۔ اندازہ فرمایئے کہ واقعی جرائم اور واقعی عیوب کی باتیں اور پھر ان کو دیکھ کر اس کو حقیر نہ سمجھنا' اور ان عیبوں کی ستاری کرنا' پردہ پوشی کرنا' کتنا بڑا عمل ہے؟ بہت بڑا عمل ہے کوئی معمولی درجے کا عمل نہیں ہے۔

پردہ پوشی کے فضائل

احادیث' عیبوں کی پردہ پوشی کے فضائل سے بھری پڑی ہیں۔ ایک

روایت میں آتا ہے کہ تو دنیا کے لوگوں کی پردہ پوشی کر! قیامت میں ہم تیری پردہ پوشی کریں گے۔ اور وہاں پردہ پوشی کی کس قدر ضرورت ہے۔ یہاں ہم بنے سنورے ہوئے ہیں۔ اپنی چالاکی سے ہم نے اپنے آپ کو ڈھکا ہوا ہے۔ میں تو کہتا ہوں نعمات کے سامنے' اساتذہ کرام کے سامنے' احباب کے سامنے' اجی جانے دیجئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اگر کسی کے عیب کھلے تو وہاں کون سا آسمان ہے جو آپ کو اٹھا لے۔ کون سی زمین ہے جو آپ کو نگل لے۔ توبہ! توبہ! اس وقت ہمارا کیا بنے گا؟ چہرہ بہ چہرہ' منہ در منہ اگر ایسی بات پیش آئی تو کہاں جاؤ گے۔ یا اللہ ایسی گھڑی سے ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔

ایک ہے پردہ دری' اور ایک ہے پردہ داری' یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہیں۔ پردہ دری کے معنی ہیں کسی کا پردہ چاک کرنا۔ پردہ داری کے معنی ہیں پردہ پوشی یعنی کسی کے عیبوں کو چھپانا۔ بہت بڑی فضیلت ہے۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ میرے عزیز آپ یہاں پر کسی کے عیب چھپالیں گے تیرے عیب معاف بھی کئے جائیں گے' ستاری بھی کی جائے گی۔ اور بڑی بات تو یہ ہے کہ تو دوسرے کے عیب پر کیا نظر لے جا رہا ہے؟ اپنے اوپر نظر ڈال تو اس سے زیادہ عیب دار ہے۔

میں آپ سے صحیح عرض کر رہا ہوں کہ اگر انسان اپنا جائزہ لے اور نظر احتساب اپنے اوپر رکھے اس کو نظر آئے گا سارے عالم میں سب سے

زیادہ گناہ گار اور مجرم میں ہوں۔ اور بڑے درجے کے لوگ تھے اس زمانے کے اندر میرے حضرت فرمایا کرتے تھے اس زمانے کے عوام کا مقابلہ اس زمانے کے خواص نہیں کرسکتے۔ فرمایا کہ یہ بات ہے۔ کیسے لوگ تھے!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کوئی کسی کے عیبوں کو چھپا لے۔ اتنا ثواب ملتا ہے۔ اتنا ثواب ملتا ہے گویا کہ زندہ درگور کی جانے والی لڑکی کی جان بچالی۔ اتنا ثواب ملتا ہے۔ عیبوں کی پردہ پوشی بہت بڑا عمل ہے۔ ہائے افسوس! کہ بہت سے اعمال ایسے ہیں جس سے تعلق مع اللہ وافر مقدار میں ملتا ہے۔ لیکن ہم اس کا عمل نہیں جانتے۔ اور یہ کمزوری کیوں ہے؟ اس لئے ہے کہ صحبت کا فقدان ہے۔ اگر اہل اللہ' خاصان خدا' اولیاء اللہ' مشائخ عظام' علماء کرام کی صحبت ہوتی' اہل عرفان کی صحبت ہوتی تو یہ بات نہ ہوتی۔ تو پہلے زمانے کے لوگ نیک کام کرکے اپنے آپ کو مجرم گردانتے تھے۔ مجھے ایک بات یاد آئی۔ دیکھئے بات اگر ایسی ہو جس سے محبت الہی میں ترقی ہو وہ بات لے لینی چاہئے۔ ہماری جو فقیرانہ صدائیں ہیں۔ انہیں انشاء اللہ تم انشاء اللہ یاد کرو گے۔ ایک فقیر آیا تھا جو صدا لگا کر چلا گیا۔

"جس نے مدینہ نہ دیکھا اس نے کچھ نہ دیکھا"

ہمیں اپنے بچپن کے ایک فقیر کی صدا یاد ہے اور ہم نے اس پر کان دھرا بہت نفع ہوا۔ ہمارے یہاں جمعرات کو پیر مستقیم کا ایک فقیر آیا کرتا تھا تکیہ سے مراد قبرستان! وہ یہ کہتا تھا کہ جس نے مدینہ نہ دیکھا اس نے کچھ بھی نہ دیکھا۔ اس کی روٹیاں ہماری حویلی سے بندھی ہوئی تھیں اور بس یہ کہہ کر ہمارے خاندان سے وہ لے جایا کرتے تھے۔ سائیں ان کو کہتے تھے۔ تکیہ کے اندر ہمارے خاندان کے قبرستان کے مقابر کی وہ حفاظت کرتے تھے۔ لیکن آپ دادی کو جھنجھوڑ کر پوچھا کرتے تھے چھوٹے سے تھے برطانیہ کا یہ زمانہ تھا کہ یہ مدینہ کیا ہے؟ جس نے مدینہ نہ دیکھا! اس نے کچھ بھی نہ دیکھا۔ واللہ سچ کہا اس نے! جس نے مدینہ نہ دیکھا! اس نے کچھ بھی نہ دیکھا۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں اس کی صدا کا یہ اثر ہوا کہ یہ بات مجھے آج تک یاد ہے۔ کہ میں دادی مرحومہ کو پکڑ کر جھنجھوڑتا تھا کہ یہ تو بتاؤ کہ یہ مدینہ ہے کیا؟ وہ میری بلائیں لیتیں! پیار کرتیں! اور فرماتی ہیں کہ خدا تجھے بار بار مدینہ نصیب کرے۔ دنیا سے رخصت ہو رہیں تھیں میں سورہ حشر کی تلاوت کر رہا تھا مجھے پاس بٹھا دیا تھا۔ سحور کا وقت تھا۔ اور سحور کے وقت تو ذات باری تعالیٰ پہلے آسمان پر ہوتے ہیں۔ اعلان فرماتے ہیں اس وقت۔ ہے کوئی گناہ گار جو ندامت کے ساتھ توبہ کرے ہم اسے معافی دے دیں۔ ہے کوئی رزق کا متلاشی' جو ہم سے رزق مانگے ہم اسے رزق دے دیں۔

ہے کوئی عافیت کا طالب، ہم سے عافیت مانگے ہم عافیت دے دیں۔

سبحان اللہ! حضرت جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آسمان دنیا پر روزانہ یہ اعلان ہوتا ہے۔ سحور کا وقت۔ اور دادی مرحومہ ذکر فرما رہیں تھیں۔ میں تلاوت کر رہا تھا مجھے قریب بلایا کہ مجھے یہ جو سورت تم پڑھ رہے ہو سناؤ۔ سورہ حشر میں ان کو سنا تا رہا۔ نو عمری تھی میری اس وقت بہت خوش ہوئیں اور مجھے مدینے کی دعائیں دیتی جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک ہچکی لی اور ایمان پر ان کو خاتمہ نصیب ہوا۔ عرض یہ کر رہا تھا کہ بعض وقت کی صدا جو ہے وہ کام دے جاتی ہے۔ یاد رہتی ہے۔ اور اس سے کام بن جاتا ہے۔

مسجد نبوی کے افتتاح کا انوکھا انداز

سلطان عبدالمجید خاں یہ ترکی کے بادشاہ ہوئے ہیں۔ آج سے پانچ سو سال پہلے مسجد نبوی کی تعمیر کرائی۔ دیکھو اس زمانے میں نیکی کا کام کر کے لوگ اپنے کو مجرم کہا کرتے تھے۔ اور ہم واقعی مجرم ہیں۔ ہمارے جرائم میں کوئی کلام نہیں لیکن ہم اپنے آپ کو ملائکہ سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ مسجد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ وسلم تیار ہوئی۔ جس کا اگلا حصہ اب بھی موجود ہے۔ کتنا بانور حصہ ہے۔ کتنا دل لگتا ہے۔ اس قدر اس میں کشش ہے۔ امیر

مدینہ نے استنبول ان کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ باشندگان مدینہ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس کے افتتاح کے لئے تشریف لائیں۔ بات ذہن میں رکھنا اس زمانے کے لوگ نیکی کا کام کرکے بھی اپنے آپ کو مجرم خیال کرتے تھے۔ سلطان عبدالمجید خاں نے کہا کہ مدینہ طیبہ میں جو فقراء اور دراویش ہیں ان کو بلا کرا فتتاح کرا دیا جائے۔ دیکھا اس زمانے کے دنیا دار بادشاہوں کی اولیاء اللہ پر تھی۔ لیکن اہل مدینہ نہیں مانے کہ سلطان عبدالمجید خاں کو بلایا جائے۔ اور وہ خود آئیں اور افتتاح فرمائیں۔

الغرض انہوں نے اہل مدینہ کی یہ درخواست قبول فرما لی اور وہ تشریف لائے۔ کس طرح آئے وہ! مدینہ طیبہ سے تقریبا سولہ میل پہلے پڑاؤ ڈال دیا۔ سب لوگ ان کے استقبال کے لئے وہاں گئے۔ لکڑی کے بڑے بڑے صندوق ان کے پاس تھے۔ جب مدینہ طیبہ جانے کی تیاری ہوئی تو وہاں سے وضو فرمایا۔ معمولی کپڑے پہنے' شاہی لباس اتار دیا۔ وہ صندوق کھلوائے اور ان کے اندر بیڑیاں' ہتھکڑیاں لوہے کی وہ چیزیں تھیں۔ جو قاتل اور مجرم کو پہنائی جاتی تھیں۔ سلطان عبدالمجید خان نے کہا میری ٹانگوں میں بیڑیاں ڈالو' ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالو اور مجھے گھسیٹ کے لے چلو۔ حکم شاہی ہے یہ بات ماننا پڑے گی۔ بتائیے کون شخص ہیں وہ! والی سلطنت عثمانیہ' حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالٰی کی اتنی بڑی ملکیت مسلمانوں کی بنی۔ تو ایک ہی وقت پر اس کا طول و عرض دیکھئے سورج ڈوب

رہا اور اسی وقت ان کی مملکت میں سورج نکل رہا ہے۔ سلطنت عثمانیہ' انگریزوں نے بڑی سازش کے بعد اس کے ٹکڑے ٹکڑے کروائے۔ اتنا بڑا شخص اور اس نے حکم دیا اپنے خدام کو کہ مجھے ہتھکڑیاں پہناؤں اور ٹانگوں میں بیڑیاں ڈالو زنجیروں سے مجھے باندھو' اور مجھے گھسیٹ کر پکڑ کر لے چلو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور روتے جاتے تھے! کہتے جاتے تھے! یا رسول اللہ! مجرم ہوں منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں۔ یا رسول اللہ! مجرم ہوں منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں۔ جیسے ہی آپ کی خدمت میں آؤں' معافی دے دو! درگذر کردو' معافی دے دو' درگذر کردو' زاروقطار رو رہے ہیں اور سارا مجمع رو رہا ہے۔ دیکھا! یہ ہے مسجد نبوی کا یوم افتتاح' اس طرح افتتاح ہوا۔ واقعی نوافل ادا کئے گئے۔ سرپنچ کہ پڑھ گیا رزاق کسب پر جا کر۔ مجرم ہوں! میں نے انہی لوگوں کے کہنے پر ہمت کی ہے جو میں آپ کی خدمت میں اس طرح آیا ہوں۔ میں اس قابل نہیں ہوں کہ میں افتتاح کی نیت سے حاضر ہوسکوں۔

دیکھا! اس زمانے کے لوگ کیسے لوگ تھے نیک کام کرکے اپنے آپ کو مجرم اور قصوروار سمجھتے تھے آج ہے دنیا میں کوئی؟ بادشاہوں کو تو جانے دیجئے۔ ہم جیسے پاپوش بردار بھی ایسا کام کرانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ معاشرے کے اندر ادنیٰ اور خسیس آدمی ہیں۔ لیکن ہم اس کو گوارہ نہیں کرتے کہ ہمارے ساتھ خسیت کا برتاؤ کیا جائے۔ بیعت کے وقت کی

نصیحتوں میں حضرت نے فرمایا کہ دیکھنا! اگر کسی کو اپنی آنکھوں سے حرام کاری میں مبتلا' اور کبائر میں مبتلا دیکھنا تب بھی اس کی حقارت' اور اس کے ساتھ نفرت نہ کرنا۔ اور اس کے عیبوں کی پردہ پوشی کرنا۔ یہ بھی فرمایا حضرت نے! دیکھو گناہ بری چیز ہے لیکن گناہ گار برا نہیں۔ گناہ گار سے نفرت ہونی چاہئے لیکن گناہ گار سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔

بدگمانی تہمت اور بہتان سے بڑھ کر ہے

عزیزان من! عیبوں کو چھپانا' یہ پردہ پوشی بہت فضیلت والا عمل ہے۔ اور آج تو انتہا ہوگئی۔ عیبوں کو چھپانا تو درکنار بلکہ بلا وجہ سوء ظن کے تحت' بدگمانی کے تحت' عیبوں پر اور الزام لگاتے ہیں۔ وہ اپنے انجام کو سوچ لیں کہ ان کا کیا بنے گا۔ توبہ! توبہ! حسن ظن اتنا بڑا عمل ہے' اللہ اکبر! اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں' کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ ثواب ہی ثواب ہے۔ لیکن سوء ظن کے لئے' بدگمانی کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے حدیث پاک سے بدگمانی' تہمت اور بہتان سے بڑھ کر ہے۔ بہت بڑا جرم اور بہت بڑا گناہ ہے۔ کبھی بھی کسی گناہ گار کو حقیر و ذلیل نہیں سمجھنا چاہئے۔ میرے حضرت نے فرمایا کہ تم نے حقیر سمجھا تو تم میں کبر آگیا۔ اور اس کو توبہ خالصہ اور صادقہ کی

توفیق مل گئی تو وہ اللہ کا ولی بن گیا اور تم مارے گئے۔ ارے بھئی کوئی شخص بیمار ہو تو وہ قابل رحم ہے کہ نہیں؟ قابل رحم ہے۔ بات کس کی ہو رہی ہے؟ جسمانی بیماری کی' اور روحانی بیمار اس سے زیادہ قابل رحم ہے۔ آپ کو ترس آنا چاہئے۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا امراض جسمانی کی نسبت امراض روحانی اشد اور خطرناک ہیں۔ ایک آدمی جسمانی بیماری میں مبتلا ہے آپ اس پر رحم کھاتے ہیں ایک آدمی روحانی بیماری میں **مبتلا** ہے اس پہ بھی تو ترس کھانا چاہئے۔ اس کے لئے دعا کرو اگر کچھ اور نہیں کر سکتے ہو تو ذلیل و رسوا تو مت کرو۔ اس کے لئے دعا کرو' اگر آپ نہیں سمجھا سکتے۔ اور واقعی اکثر آدمیوں کو سمجھانا نہیں آتا۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے مقام نصیحت ہر ایک کو حاصل نہیں۔ آخری عمر میں فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے مجھے ناصحانہ انداز عطا فرمایا ہے۔ اب میں اس عمر کو پہنچ گیا ہوں کہ نصیحت کر سکتا ہوں۔ یاد رکھنا بعض آدمی نصیحت کرتے کرتے عار دلانے لگتے ہیں۔ ایسی بے جا شرم اس کو دلاتے ہیں کہ وہ ایک چلو بھر پانی میں ڈوب مرتا ہے۔ وہ معاشرے کے اندر منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا' چل دفعہ ہو جا۔ بھلا ان باتوں سے ہدایت ہو گی۔

حدیث شریف میں آیا ہے جو آدمی کسی کو بجائے نصیحت کے عار دلائے

کسی گناہ پر کہ تو ایسا ہے! تو ایسا ہے! تو ایسا ہے! اس عیب اور گناہ کے اندر جلا ہے۔ تیری سوسائٹی خراب ہے۔ تیرا ماحول خراب ہے وغیرہ وغیرہ۔ فرمایا اگر اس نے جلدی سے توبہ نہ کی اور یہ تائب نہ ہوا تو یہ یاد رکھے عار دلانے والا کہ مرنے سے پہلے پہلے وہی گناہ کرے گا جس گناہ کی عار دلائی ہے۔ بیسویوں ایسے افراد میرے پاس تائب ہوئے جو بدگمانی کرتے تھے اور وہ قسم کھا کر کہتے ہیں ہم نے خواہ مخواہ بدگمانی کی اس کی پاداش میں ہمیں یہ سزا ملی' جو بدگمانی کی ویسے ہی پھر ہم نے منہ کالا کیا۔ عزیزان من! یہ عیبوں کی پردہ پوشی عیبوں کو چھپانا اور گناہ گار کو حقیر وذلیل نہ سمجھنا بہت بڑا عمل ہے۔ اس میں آپ کا ذاتی فائدہ ہے۔ اس کی عادت بنا لیجئے۔ حضرت کا احسان ہے کہ حضرت نے مجھے کیسی نصیحت فرمائی۔

دوسری نصیحت

اور دوسری ایک بات یہ فرمائی کہ معاف کرنے کی عادت کو مستقل کرلو۔ اس سے تمہارے مسائل سب حل ہوجائیں گے۔ یہ معاف کرنا کس کی صفت ہے اور معاف کرنا کس کو محبوب ہے؟ ذات باری تعالیٰ کو۔ یہ بھی اخلاق خداوندی میں سے ہے۔ جب کوئی بندہ درگذر کرتا ہے' معاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں کہ اچھا! میرا بندہ اور میرا انداز

لے رہا ہے۔ اے فرشتو! دیکھنا میں بھی اس سے درگذر کیے دیتا ہوں۔

حضرت مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی شان عفو

حدیث شریف میں آتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ ہمارے اسلاف نے کیسا کچھ معاف کیا ہے۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ میں لیٹے ہوئے ہیں قیلولہ فرما رہے ہیں۔ کمبل اوڑھے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح الامت اس واقعہ کو بیان فرما رہے ہیں۔ ایک شخص بہ ارادہ قتل چھرا لے کر پہنچا اور حضرت پر چڑھ گیا۔ حضرت نے جو کمبل اپنے چہرے سے ہٹایا اور ہٹا کر دیکھا' فرمایا : کون؟ وہ شخص ایک دم لرز گیا اور اس نے وہ چھرا کانپتے ہوئے ہاتھوں سے حضرت کو پیش کیا۔ دیکھئے اتنے میں خدام آگئے اور وہ شخص پکڑا گیا۔ تھانہ بھی حضرت کا' تھانے دار بھی حضرت کے' اتنے خدام بھی موجود' تکہ بوٹی ہو سکتی تھی۔ اگر ایک ایک تھپڑ مارتے تو تب ہی کام تمام ہو جاتا۔ حضرت نے کیا فرمایا؟ حضرت نے یہ فرمایا اسے کچھ مت کہنا! میں حکماً" کہتا ہوں اسے کچھ مت کہنا ! اور میں آپ سب کے سامنے اسے معاف کرتا ہوں۔ دیکھا ہمارے بزرگوں کی شان اس قسم کے پانچ واقعات ہیں۔

حضرت مسیح الامت کی شان عفوودرگذر

ایک واقعہ اور یاد آیا۔ ابا جی رحمتہ اللہ علیہ اس نئے مجلس خانہ میں جو وضو خانہ ہے وہاں وضو کے لئے تشریف لے گئے۔ اتفاق کی بات ہے! کہ جہاں حضرت کی نشست تھی وہاں پر کوئی اور آدمی تھا نہیں وہاں پر ایک چھوٹی سی صندوبچی رکھی رہتی تھی۔ اور حضرت تقسیم کے پیسے اس صندوبچی میں رکھا کرتے تھے۔ اور بعد میں یہ معمول ہوگیا تھا کہ ایک روپے کے لفافے' دو روپے والے لفافے' تین والے' چار والے' پانچ والے' دس والے' پندرہ والے' بیس والے' پچیس والے' اور اس کے سرے میں لکھا ہوا ہوتا تھا کہ لفافے میں کتنے پیسے ہیں۔ کیونکہ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے سامنے حاضرین مجلس کے سامنے بھی سائل آجاتے تھے تو کھلے ہوئے پیسے دینے میں حضرت کو کچھ حجاب ہوتا تھا اور لینے والے کو بھی حجاب ہوتا تھا اس لئے اس حجاب سے بچنے کے لئے حضرت نے جو ڈاک کے مستعمل لفافے ہوا کرتے ہیں ان کو اس کام میں استعمال فرمایا اس لفافے کے سرے پر لکھا ہوتا تھا کہ یہ پانچ روپے والا لفافہ ہے' یا دس کا ہے' یا پندرہ کا ہے' یا بیس کا ہے' یا پچیس کا ہے۔ تو صندوبچی میں وہ لفافے بھی رکھا کرتے تھے۔

ایک شخص آیا اور سیدھا داخل ہوتے ہی حضرت کی صندوبچی پر گیا

اور جا کر اس نے صندوقچی کے پیسے نکالے اور جانے لگا۔ حضرت کے خدام میں سے ایک صاحب فوراً ہی داخل ہوئے۔ انہوں نے اجنبی آدمی کو جب دیکھا یہ گھبرایا ہوا بھاگ رہا ہے تو فوراً" پکڑ لیا اور کہا کہ تم کون ہو؟ اب وہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ بہرحال اس نے اقرار کرلیا کہ میں یہاں آیا تھا ابا جی سے ملنے کے لئے اور میں حاجت مند ہوں' ضرورت مند ہوں' ابا جی مجھے ملے نہیں تو میں نے سوچا کہ وہ صندوقچی جس میں سے نکال کر پیسے سائلوں کو دیا کرتے ہیں۔ میں کیوں نہ اس میں سے نکال لوں اور زیادہ سے زیادہ نکال لوں۔ اب جب ذرا اونچی گفتگو ہوئی تو دو تین آدمی اور بھی آگئے اور اس کو مارنے کے قریب ہوئے تو حضرت اندر سے باہر آگئے فرمایا کیا بات ہے؟ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا : ابا جی انہوں نے ایسا ایسا کیا ہے۔ ابا جی نے فرمایا : چھوڑ دو! چھوڑ دو! پیسے کہاں ہیں؟ پیسے تو یہ ہیں! اچھا رکھ دو' اطمینان سے اس کو بٹھایا اور پوچھا' کس ضرورت سے آنا ہوا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ دس روپے کی ضرورت تھی! فرمایا یہ لو یہ دس روپے۔ حضرت نے پھر پوچھا آنے جانے کا بس کا کیا کرایہ ہے؟ اس نے کہا کہ دو روپے! ایک طرف سے کرایہ دو روپے۔ حضرت نے ان کے لئے چار روپے دیئے۔ کھانا چائے کا وقت بھی تھا۔ اس کے پیسے بھی دیئے۔ اور سب سے یہ کہا اس کو ہاتھ نہ لگانا کوئی اس کے قریب نہ جائے اور میں اللہ کے لئے اس کو معاف کرتا ہوں۔ یقین جانئے کہ وہ شخص جا رہا تھا' مڑ

مڑ کے حضرت کو وہ دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں سے اس کے آنسو جاری تھے۔

عزیزان من! اسلام میں معاف کرنا یہ بہت بڑا عمل ہے آج آپ کسی کو معاف کریں گے انشاء اللہ آپ کو معافی مل جائے گی۔ اجی معافی کیا ملے گی۔ میں تو عرض کیا کرتا ہوں کہ تاج ولایت بھی آپ کے سر پر رکھ دیا جائے گا۔

امام زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ کی حکایت

ایک حکایت اہل بیت کی یاد آئی۔ امام عالی مقام حضرت زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ کی خادمہ شوربہ کا خوب کھولتا ہوا پیالہ لے کر آرہی تھیں ان کو ٹھوکر لگی اور امام زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ کے بچے کے سر پر وہ کھولتا ہوا شوربہ گر گیا جس سے وہ بچہ فوت ہوگیا۔ اندازہ فرمایئے۔ اور وہ خادمہ ہے! باندی ہے امام زین العابدین کی! اس سے انتقام' بدلہ لیا جاسکتا ہے۔ لیکن حضرت نے ذرا اس کو ترچھی نگاہ سے دیکھا۔ بڑوں کے خادم بھی بڑے فہم والے ہوجاتے ہیں۔ حضرت بہ طلب صادقہ وہ خدمت میں رہے اور باقی خادم بن کر رہے مخدوم بن کر نہ رہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو عالی شان فہم عطا فرماتا ہے۔ باندی نے کہا! امام عالی مقام سے! کہ ذات باری نے قرآن مجید میں فرمایا ہے **والکظمین الغیظ** یہ اہل ایمان کی شان

ہے' صفت ہے کہ وہ غصے کو پینے والے ہیں۔ یہ سن کر حضرت نے نظریں نیچی فرما لیں۔ باندی نے کہا کہ حضرت ابھی آیت جاری ہے آگے فرمایا **والعافین عن الناس** اور وہ لوگوں کو بھی معاف کردیتے ہیں' درگذر بھی کردیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ اس باندی نے کہا کہ آیت ابھی ختم نہیں ہوئی۔ آیت کا کچھ حصہ باقی ہے **واللہ یحب المحسنین** اور اللہ تعالیٰ ایسے محسنین کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ ان سے محبت فرماتے ہیں۔ اس پر فرمایا امام عالی مقام نے کہ جا میں نے تجھ کو آزاد کیا۔ کیا اخلاق ہیں! اہل بیت کے۔ واللہ اہل بیت کی محبت عین ایمان ہے ہے

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

عیبوں کی پردہ پوشی اور گناہ گاروں کو حقیر نہ سمجھنا' اور دوسرے نمبر پر معاف کرنے کی عادت مستقل کرنا۔

تیسری نصیحت

اور تیسری بات یہ فرمائی کہ نیکی کی ہدایت کرتے رہنا۔ یہ ہر مومن کا فریضہ ہے کہ وہ ہدایت کی دعوت دے۔ آپ کا ایک ایک امتی داعی بنے۔

دعوت دینے والا! یہ امت دعوت ہے اس کا ایک ایک فرد داعی بنے۔ اور دعوت کے فضائل بھی بہت زیادہ ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ہدایت کی دعوت دینے والا اتنا ثواب پاتا ہے کہ جتنے لوگوں کو اس نے دعوت دی اور اس کی دعوت پر جتنے لوگوں نے عمل کیا ان کے عمل کا ثواب کم نہیں ہوگا جتنا وہ ثواب پائیں گے اس تنہا اور اکیلے کو اس داعی کو اتنا ثواب ملے گا۔ جیسے امام صاحب نے نماز پڑھائی۔ اور ہم سب نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ اب ہم سب کو فردا" فردا" جتنا نماز کا ثواب ملے گا۔ مجموعی طور پر میرے حضرت فرماتے تھے امام کو اتنا ثواب ملے گا۔ اور **مصلین** کے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

دعوت و تبلیغ امت محمدیہ کی اہم ذمہ داری ہے

عزیزان من! برادران اسلام! یہ امت دعوت ہے امت کو آخری پیغام آپ نے خطبات حج میں کیا دیا؟ فرمایا : **بلغو عنی ولو ایہ** اگر تم ایک آیت جانتے ہو یعنی ایک بات جانتے ہو تو پہنچاؤ۔ امت کا یہ مزاج ہونا چاہئے۔ لیکن خوش اخلاقی کے ساتھ۔ نرمی کے ساتھ' مٹ کر۔ کیا فرمایا میرے حضرت نے! بہت ہی نیچے اتر کہ کام کرنا پڑ رہا ہے۔ جناب عروج' عروج سے کون نزول میں آتا ہے۔ یہ ابا جی رحمتہ اللہ علیہ کی شان ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ بہت نیچے اتر کر کام کرنا پڑ رہا ہے۔ کیا شان ہوتی ہے اللہ والوں کی اور محققین کی۔ ارے ان کی آواز میں بھی خشوع ہوتا ہے۔ ان کے بولنے میں بھی خشوع ہوتا ہے۔ ان کے لکھنے میں بھی خشوع ہوتا ہے۔ اور اگر ان کو دیکھو اور ان کے پاس رہو تو خشوع پیدا ہوتا ہے۔ توجہ الی اللہ' عاجزی' نرمی' پستی' انکساری' افتقاری' خاکساری یہ صفات اہل اللہ کی اور یہ چیزیں تو ان کے روز مرہ کے آداب میں یہ چیزیں داخل ہیں۔ جیسے کہ کسی کی گھٹی میں کوئی چیز پڑی ہو۔ تو داعی بننے کے لئے صلاحیت کی ضرورت ہے۔ نیکی کی ہدایت کرنے کے لئے امر بالمعروف کے لئے صلاحیت کی ضرورت ہے۔ کسی نے فرمایا وعظ عام کی اجازت جو ہے عوام کو نہیں دی گئی۔ وعظ عام وہ کہے کہ اس کے بڑے اس کی اجازت اس کو دیں۔ ابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے آخری سال میں فرمایا کہ ہمارے بڑوں کی عجیب شان ہے! بڑے اپنی زندگی میں اپنے چھوٹوں کو بڑا بنا جاتے ہیں۔ تو امت کا ایک ایک فرد داعی ہونا چاہئے۔ نیکی کی ہدایت کرنا بہت فضیلت کا کام ہے۔ **امر بالمعروف** امت کے فرائض میں سے ہے۔ **بلغو عنی ولو اٰیۃ** ایک روز فرمایا کہ **امر بالمعروف** پہلے ہے یا **نہی عن المنکر** پہلے ہے۔ میں نے کہا جی وہ **امر بالمعروف** پہلے ہے اور **نہی عن المنکر** تو بعد میں ہے۔ اچھا! تو اگر سرے سے بالکلیہ معروفات کا ہی اہتمام ہے تو منکرات کی نوبت آئی گی۔ میں نے کہا حضرت نہیں آئے گی۔ حضرت نے فرمایا کہ بس یہی سمجھنے کا

نقطہ ہے۔ یہ بات سمجھنے کی ہے اگر سرے سے بالکلیہ معروفات کا اہتمام رہے تو منکرات کی نوبت کہاں سے آئے گی۔

ایک دلچسپ نکتہ

ایک روز بات چل رہی تھی **قوا انفسکم و اھلیکم نارا** ارے بھئی اپنے آپ کو بچاؤ' اور اپنے اہل کو بچاؤ دوزخ کی آگ سے۔ تو حضرت ابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے عجیب بات فرمائی۔ فرمانے لگے مولانا **انفسکم** پہلے ہے یا **اھلیکم** پہلے ہے۔ میں نے عرض کیا اجی **انفسکم** پہلے ہے۔ فرمایا میری ایسی ہی باتیں ہوتی ہیں۔ **انفسکم' انفسکم' انفسکم** ارے بھئی سب ہی اپنے آپ کو بچالیں تو **اھلیکم** بھی تو بچ گئے۔ یہ دادا بیٹھے ہوئے ہیں' یہ باپ بیٹھا ہوا ہے' یہ بیٹا بیٹھا ہوا ہے' یہ پوتا بیٹھا ہوا ہے۔ **انفسکم** یہ بھی ہیں' **انفسکم** یہ بھی ہیں' **انفسکم** یہ بھی ہیں۔ اور سب نے اپنے آپ کو بچالیا تو **اھلیکم** بھی تو بچ گئے یا نہیں بچ گئے۔

سبحان اللہ! ایسی پر معنی گفتگو ہوتی تھی۔ اور بہت ہی فکر دلانے والی اور فکر بھی پوری شان کے ساتھ اور جامعیت کے ساتھ دلانے والی گفتگو ہوا کرتی تھی۔ تو یہ تیسرے نمبر پر آئی۔ کیا ہدایت ملی۔ نیکی کی ہدایت کرنا۔ امت کے ہر فرد کو داعی بننا چاہئے۔ دین کی بات پھیلانی چاہئے۔ ہدایت کی

تلقین کرنی چاہیے۔ کتنی کتنی فضیلت، آپ کی بات پر جتنے لوگ عمل کریں گے سب کا ثواب بھی آپ کو ملے گا۔

اور چوتھی بات یہ ہے کہ موجودہ ماحول میں کچھ ایسا ہو رہا ہے کہ گھر سے باہر کے تعلقات کو زیادہ نبھایا جا رہا ہے۔ اور اندرون خانہ تعلقات کی کوئی قدر و منزلت دل میں نہیں ہے۔ مثلاً باہر کے دوستوں پر انسان زیادہ خرچ کرتا ہے لیکن اتنا خرچ ماں باپ پر بیوی بچوں پر نہیں کرتا۔ جب کہ حیثیت بھی ہے۔ یاد رکھئے گفتگو حیثیت میں رہ کر ہو رہی ہے۔ حیثیت سے باہر نہیں! چادر سے باہر پیر نہیں نکالنے چاہئیں۔

حدیث شریف میں ہے : ایک وہ دینار جو راہ خدا میں خرچ کیا جائے، ایک وہ دینار جس سے غلام آزاد کرایا جائے۔ ایک وہ دینار جو کسی مسکین اور غریب کو دیا جائے۔ ایک وہ دینار جو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان چاروں دیناروں میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جو اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا جائے۔ عزیزان من! کوئی صدقہ خیرات اس خرچ کا مقابلہ ثواب کے اعتبار سے نہیں کر سکتا جو خرچ آپ اپنی حیثیت کے مطابق اپنے بیوی بچوں پر کریں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دیکھئے ہر چیز درجہ بدرجہ ہے۔ پہلے ہے اہل و عیال اور والدین اور اس کے بعد میں ہیں دوسرے حضرات۔ لہذا اپنی حیثیت کے مطابق اپنے

بیوی بچوں پر تنگی نہ کرو۔ گنجائش کے اندر رہ کر ان پہ خرچ کرو۔ ان کی ضروریات کا خیال کرو۔ باہر آدمی سفروں میں' ہوٹلوں میں' پارکوں میں' دوستوں پر اس قدر لٹاتا ہے اور انہی لوگوں کے گھر جب جانا ہوتا ہے اندازہ ہوجاتا ہے کہ بیوی بچے تنگی سے گزارہ کررہے ہیں۔ یاد رکھئے ایک موٹی سے بات آپ سے عرض کرتا ہوں۔ وہ لذت جس کا ثمرہ آخرت میں مرتب نہ ہو وہ واجب الترک ہے۔ لذت نفس کے تحت دنیاوی دوستوں پر خرچ کرنا' اور بیوی بچوں کو نظر انداز کرنا معاف کیجئے ظلم عظیم ہے۔ صراحتہ ظلم ہے۔ کیونکہ یہاں لذت نہیں اور دنیاوی دوستوں پر' ہم عمر دوستوں پر' جوان دوستوں پر' ہم جنسوں پر خرچ کرنے میں لذت نفس ہے۔ لیکن یہ وہ لذت نفس ہے اور جس کا ثمرہ آخرت میں مرتب نہیں ہوگا۔ لہٰذا یہ چھوڑنے کے قابل ہے ترک کرنے کے قابل ہے۔ ایسی لذت کو بالکل نہ اپنایا جائے اس میں نفسانیت ہے حظ نفس ہے اور شہوت نفس ہے۔ اس کو لات ماردی جائے۔ آپ کو آپ کے بیوی بچوں میں لذت نہیں آتی۔ مزہ نہیں آتا' یاد رکھئے بیوی بچوں کی لذت وہ لذت ہے جس کا ثمرہ سو فیصد تو کیا بلکہ ہزار فیصد کامیابی کے ساتھ بڑھ کر آپ کو آقا سے ملے گا۔

بس میں نے یہ آپ کی خدمت میں چار باتیں پیش کردی ہیں۔ میں آپ کا مزید وقت لینا نہیں چاہتا۔ آپ کا احسان ہے کہ آپ مجھے اپنے قدموں میں بیٹھنے کا موقع عطا فرما رہے ہیں ایک انجان علاقے کا آدمی' ایک پردیسی

جس کے حسب و نسب سے آپ واقف نہیں ہیں یہ حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ آپ کے قدموں میں بیٹھنے کی توفیق مجھے دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان صحبت کی برکات مجھے اور میرے متعلقین کو اور پوری امت کو عطا فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمایا :- کہ اہل اللہ کے ذمہ طریقہ تحصیل بتانا ہے تسہیل ان کے ذمہ نہیں۔ لیکن یہ نہایت شفیق ہوتے ہیں ذمے تو وہی ہے لیکن طریقہ تسہیل بھی بتاتے ہیں۔ ایک بزرگ کے پاس ایک شخص آئے۔ اور کہا حضرت بوڑھا ہوگیا ہوں ساٹھ سال عمر ہوگئی ہے۔ بدنظری کی عادت نہیں جاتی۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا جب بدنظری ہوجایا کرے تو زور زور سے یوں کہا کرو کہ یہ میری بہن ہے۔ یہ میری بیٹی ہے۔ بار بار کہو' انہوں نے ایسا ہی کیا' کچھ دن کے بعد آکر بتایا کہ حضرت! اس مرض سے تو نجات ہی مل گئی ہے۔

فرمایا :- کہ ایمان کی حقیقت ہے "اخلاص' تقویٰ' تواضع" کہ جو بھی کام ہو رضائے الٰہی کے داعیے سے ہو۔ رضائے الٰہی کے تقاضے سے ہو۔ اور خوف الٰہی کو اپنایا جائے اور اللہ کے راستے میں اپنے کو سب سے کمتر اور باقی خلق خدا کو اپنے سے بہتر سمجھا جائے بغیر اس کے راستہ نہیں کھلتا' بلکہ ہوا بھی نہیں لگتی۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اور باقاعدہ طور پر اس کی مشق کی جائے۔ دل کی گہرائیوں میں یہ بات بٹھائی جائے۔ صرف

معلومات کے درجہ میں نہ ہو۔ بلکہ محسوسات کے درجے میں ہو کہ میں سب سے کمتر ہوں۔ اور سب مجھ سے بہتر ہیں۔

فرمایا : - کہ نیکی کے کرنے میں تو کچھ کرنا پڑتا ہے۔ گناہ کے چھوڑنے میں کچھ نہیں کرنا پڑتا' ترک تو ترک ہی ہے۔

فرمایا : - کہ عالم مشکلات اور عالم مصائب کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ عافیت محمودہ جو آپ کو حاصل ہے۔ اس پر شکر کرو۔

فرمایا : - کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی اصلاح باطن جلدی ہو اس کو چاہئے کہ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ستر مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرے انشاء اللہ اس ذکر کی برکت سے اس کے رذائل فضائل میں بہت جلدی تبدیل ہو جائیں گے اور گناہوں سے بچا رہے گا۔

ایک مجلس میں فرمایا : - کہ تعریف میں جو مبالغہ ہے یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اس میں جانبین کا نقصان ہے۔ تعریف میں مبالغہ کرنے والے کا بھی نقصان ہے۔ اور جس کی تعریف کی جا رہی ہے اس کا بھی نقصان ہے نفس سب کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ہاں ! اللہ کی تعریف میں مبالغہ کرو' کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تعریف' حمد و ثناء' شکر و سپاس پیش کرو۔ کسی کی آپ تعریف کریں یہ بہت بڑی تعریف ہے۔ جو نص سے ثابت ہے "ماشاء اللہ" اس سے عجب بھی پیدا نہیں ہوتا۔ نظر بد بھی نہیں لگتی۔ جس کی تعریف کی

اس کو نقصان بھی نہیں پہنچ پاتا۔ تعریف کرنے والے کو بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ یعنی جو اللہ نے چاہا وہی ہوا۔ جو اللہ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تعریف کرنے والا اس کے کمالات کو اس کی طرف منسوب نہیں کررہا بلکہ یہ بتلا رہا ہے کہ یہ کمالات ان کی عطا ہے تیرے اندر کوئی کمال نہیں۔

فرمایا : - کہ جو حضرات اہل دین' دین کے خادم ہیں' دین کے پیش کرنے والے ہیں اکابر نے بتلایا کہ دو باتوں کو وہ لازم پکڑلیں۔ ایک خلوت کو ایک ذکر لسانی کو اس کے بغیر ان کی تقریروں میں اور ان کے وعظوں میں نورانیت پیدا نہیں ہوسکتی۔

فرمایا : - کہ قلب کا جاری ہونا یہ ہے کہ ہر وقت یہ فکر ہوجائے کہ جائز بات کون سی ہے۔ اور ناجائز کون سی ہے۔ جائز کو میں اپنا لوں ناجائز سے بچوں یہ ہے قلب کا جاری ہونا۔ لوگوں نے قلب کے پھڑکنے تھڑکنے کو قلب کا جاری ہونا سمجھ لیا ہے۔ یہ بات غلط ہے بالفاظ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ "ذکر قلبی نام ہے فکر قلبی کا"

فرمایا : - کہ کبھی بھی کسی بھی حالت میں مجرد آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ اپنی خلوت گاہ میں کسی امرد کو بٹھائے۔ اس سے تقوی زنگ آلودہ ہوجائے گا۔